5

Abdullah
Waseem
V A

میری کتاب



اُردو کی پانچویں کتاب

(پانچویں جماعت کے لیے)



پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

 تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور بمطابق قومی نصاب ۲۰۰۲ء
منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب سازی) حکومت پاکستان۔ اسلام آباد بحوالہ مراسلہ نمبر No. F. 1-1/2005-Langs (Pt-ii) مورخہ 22 جون 2006ء

فہرست

مصنفین: قیس چودھری چھر کلوت میو مزمل احمد محمد زبیر ساہی ثمینہ ندیم

ایڈیٹر:

ناشر: پنجاب بک ڈپو لاہور
مطبع: رحیم آرٹ پریس۔ لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 2011	اول	26	41,000	31.00

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

حمدِ جنابِ باری — رکھو زباں پہ جاری
وہ خالقِ جہاں ہے — وہ رازقِ جہاں ہے
حاکم ہے بحر و بَر کا — مالک ہے خُشک و تر کا
فرشِ زمیں اُسی کا — عرشِ بریں اُسی کا
از ماہ تا بہ ماہی — ہے اُس کی بادشاہی
ہر جا ظہور اُس کا — ہر شے میں نور اُس کا
ہر چیز میں نہاں ہے — ہر چیز سے عیاں ہے
ممکن نہیں کسی سے — تعریف اُس کی لکھے

توصیف اُس خدا کی
کیا لکھے مُشتِ خاکی

(علامہ راشد الخیری)



مشق

سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ شاعر نے زبان پر کیا جاری رکھنے کا مشورہ دیا ہے؟

۲۔ ''از ماہ تا بہ ماہی'' کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ کیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا حق ادا کرنا انسان کے بس میں ہے؟

۴۔ حمد کا خلاصہ لکھیے۔

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

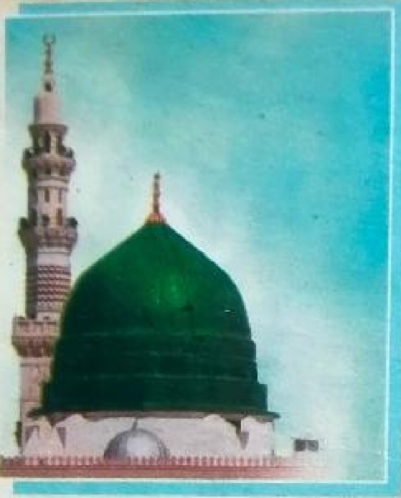
بحر۔خشک۔نہاں۔فرش۔

۶۔ حمد کے پہلے دو شعروں کی تشریح نیچے دی جا رہی ہے۔آپ باقی اشعار کی تشریح کیجیے۔

ان شعروں میں علامہ راشد الخیری نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی حمد و توصیف کا مشورہ دیا ہے۔یقیناً وہ لوگ خوش قسمت ہیں جن کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے ہر وقت تر رہتی ہیں۔ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔زندگی کا کوئی لمحہ اس کی یاد سے غافل نہیں گزرنا چاہیے۔

دنیا کی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔انسان، حیوان، چرند، پرند، درخت، پودے، پہاڑ، صحرا، ندی، نالے، دریا، زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے غرض ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔دنیا کو رزق عطا کرنے والی ذات بھی وہی ہے۔جس ذات نے ہمیں پیدا کیا ہے اور ہمارے کھانے پینے کے لیے انواع واقسام کے اناج، پھل اور میوے اُگائے، ہمارا فرض ہے کہ اس کی تعریف کریں۔

عفو و در گزر



عفو و درگزر کا مطلب ہے، دوسروں کی غلطی یا کوتاہی معاف کر دینا۔ اسلامی تعلیمات میں عفو و درگزر کی بڑی اہمیت ہے۔ سیّدُ الانبیا حضرت محمد صلّی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم کی زندگی عفو و درگزر کا مرقع تھی۔ آپ نے کبھی کسی کو بُرا بھلا نہ کہا اور نہ کبھی زندگی بھر کسی سے ذاتی انتقام لیا بلکہ آپ ہمیشہ درگزر فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضورؐ طائف گئے اور وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سنائے۔ طائف والے یہ باتیں سن کر سخت برہم ہوئے اور آپ کو پتّھر مارنے لگے۔ پتّھر لگنے سے آپ زخمی ہو گئے۔ زخموں سے اتنا خون بہا کہ حضورؐ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ اسی وقت اللہ کی طرف سے ایک فرشتے نے حاضر ہو کر کہا ''آپ حکم دیں تو میں طائف والوں پر پہاڑ گرا دوں۔'' آپ نے جواب دیا ''نہیں'' اور پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے عرض کی:

''اے میرے مولا! طائف والوں پر رحم فرما، انھیں سیدھی راہ دکھا دے''

نبی کریمؐ کی زندگی عفو و درگزر کی درخشندہ مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ صلح حُدیبیہ کے موقع پر کُفار کے ستّر آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ یہ لوگ مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے نہایت کشادہ دلی سے انھیں معاف کر دیا۔

حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں، مَیں ایک دفعہ اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی: ''خبردار! خبردار!!'' مُڑ کر دیکھا تو حضورؐ فرما رہے تھے: ''ابو مسعود! جتنا قابو تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ خدا کو تم پر ہے۔'' ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی اس نصیحت کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے پھر کبھی کسی غلام کو نہیں مارا۔ مکّے والوں نے حضورؐ پر بہت ظلم ڈھائے۔ آپ کو مکّہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا۔ وہاں بھی مکّے والوں نے حضورؐ کو چین سے نہ رہنے دیا۔ جب مکّہ فتح ہوا تو وہ آپ کے سامنے گردنیں جُھکائے کھڑے تھے۔ اس وقت حضورؐ ان سے بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ نے سب کو معاف فرما دیا۔

حضورؐ کی پیاری صاحب زادی حضرت زینبؓ مکّہ سے مدینہ آ رہی تھیں کہ کفّار نے آپؓ کا راستا روک لیا۔ ایک شخص نے حضرت زینبؓ کو اُونٹ سے گرا دیا، انھیں سخت چوٹ لگی اور بعد میں یہی چوٹ اُن کے انتقال کا سبب

بنی۔ مکہ فتح ہوا تو حضرت زینبؓ کو ایذا پہنچانے والا شخص وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آپؐ نے اپنی بیٹی کے قاتل کو معاف کر دیا۔ اسی طرح آپؐ نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو بھی معاف کر دیا تھا۔

نبی اکرمؐ نے متعدد احادیث میں عفو کی تلقین فرمائی ہے مثلاً:

''اللہ تعالیٰ عفوودرگزر کرنے والے کی عزّت میں اِضافہ کرتا ہے۔''

''پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے۔ اصلی طاقت ور وہ شخص ہے جو غُصّے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔''

''نیکی یہ نہیں کہ صلہ رحمی کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو بدسلوکی کرے اس کے ساتھ بھی مُروّت اور حُسنِ سلوک کا برتاؤ کرو۔''

''ایک دوسرے کو معاف کرو تمھارے باہمی کینے دُور ہو جائیں گے۔''

ان احادیث نبویؐ کی روشنی میں عفوودرگزر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ عفوودرگزر سے معاشرے میں امن وسلامتی کا دور دورہ ہوتا ہے اور حسد وعناد مٹ جاتا ہے۔ عفو کرنے والا اللہ تعالیٰ کی صفتِ مغفِرت کو اپناتا ہے۔ اس طرح بندے کا یہ عمل اللہ کی رضا کا ذریعہ بنتا ہے۔

مشق

ا۔ مختصر جواب لکھیے:

(الف) عفوودرگزر کا کیا مطلب ہے؟

(ب) حضورؐ کی زندگی کس خوبی کا مرقّع تھی؟

(ج) عفو کرنے والا اللہ تعالیٰ کی کون سی صفت کو اپناتا ہے؟

(د) صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے گرفتار ہونے والے کفّار کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(و) حضورؐ کی نصیحت کے بعد حضرت ابو مسعودؓ نے غلام کو سزا کیوں نہیں دی؟

(ہ) اہلِ طائف کیوں برہم ہوئے؟

۲۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

الفاظ۔ کفار۔ شخص۔ ارشاد۔ احادیث

۳۔ ایسے الفاظ جن کے معنی ایک دوسرے کے اُلٹ ہوں متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ آپ اِن الفاظ کے متضاد لکھیے:

بُرائی۔ غلام۔ انتہا۔ دشمنی۔ ظالم

۴۔ حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ کا کوئی اور واقعہ اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے جس میں عفوودرگزر کی صفت نُمایاں ہو۔

۵۔ عفوودرگزر کے بارے میں دو احادیث زبانی یاد کر کے کلاس میں سُنائیے۔

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے اور درست اعراب لگائیے۔

مغفرت۔ مرقع۔ نصیحت۔ مروت

نعت

نعت اُس نبیؐ کی جس نے پیغامِ حق سنایا
انسانیت کا رستا انسان کو دکھایا

ماں باپ جس سے خوش ہوں وہ راہ بھی بتائی
جس سے خدا ہو راضی وہ گُر ہمیں سکھایا

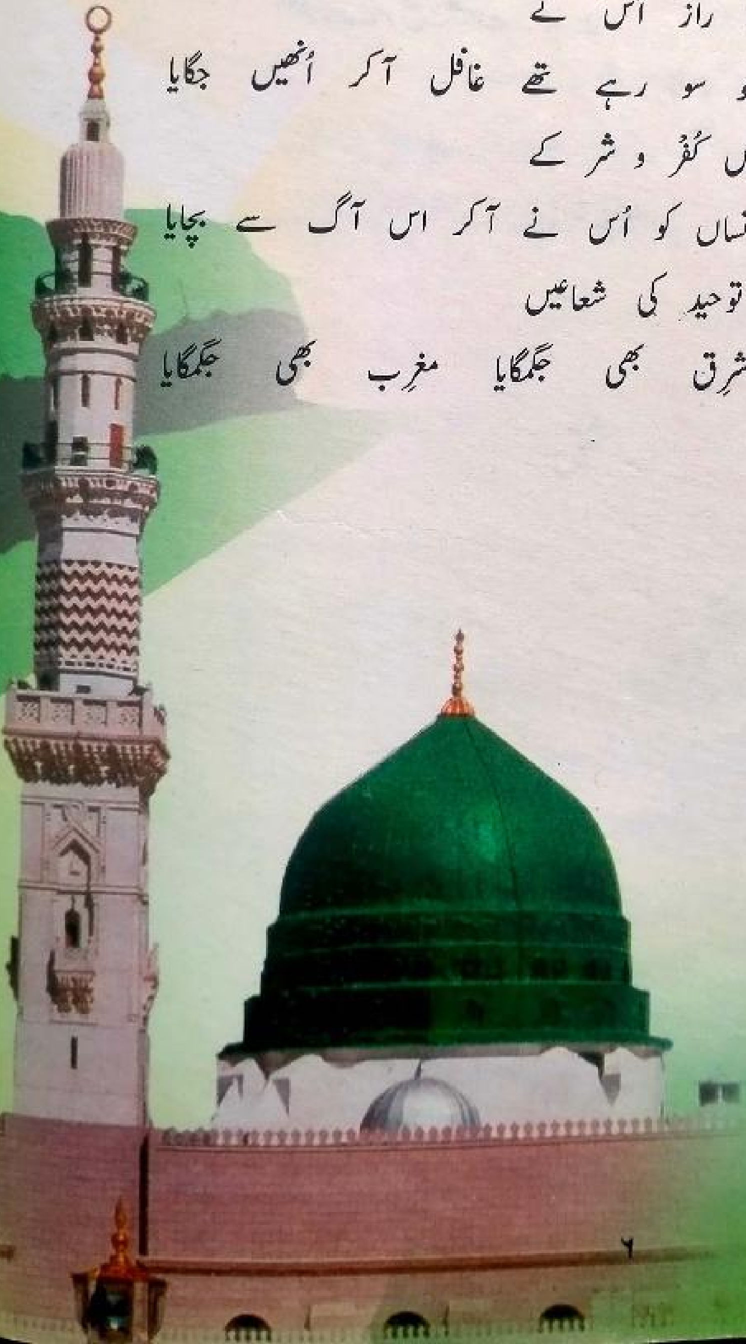
نور اُس کا سب سے پہلے پیدا کیا خدا نے
بزمِ جہاں میں لیکن آخر میں سب سے آیا

ہر آدمی پہ کھولا محنت کا راز اُس نے
جو سو رہے تھے غافل آکر اُنھیں جگایا

شعلے بھڑک رہے تھے دنیا میں کُفر و شر کے
انساں کو اُس نے آکر اس آگ سے بچایا

پھیلیں جہاں میں ہر سُو توحید کی شعاعیں
مشرِق بھی جگمگایا مغرِب بھی جگمگایا

(محشر رسول نگری)



مشق

سوالات کے جوابات لکھیے۔

۱۔ کس نبی نے پیغامِ حق سنایا؟

۲۔ ''انسانیت کا رستا'' سے کیا مراد ہے؟

۳۔ اس نعت میں حضوؐر کی جن جن صفات کا ذکر ہوا ہے اُن کو ایک پیرے میں لکھیں۔

۴۔ محنت کے بارے میں حضوؐر کا ارشاد ہے ''کام کرنے والا اللہ کو پسند ہے''۔ آپ محنت کی عظمت پر پانچ جُملے لکھ کر اپنے اُستاد کو دکھائیں۔

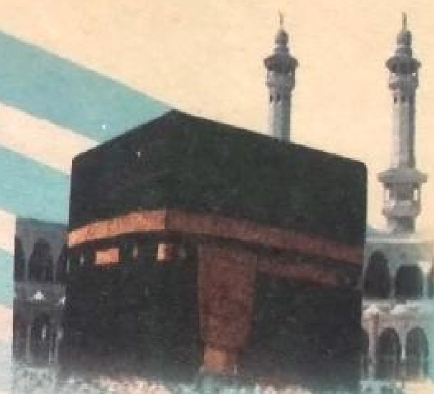
۵۔ درج ذیل الفاظ و مرکّبات کو با معنی جملوں میں استعمال کریں۔
پیغامِ حق ۔ گُر ۔ بزمِ جہاں ۔ غافل ۔ شعلے ۔ کفر و شر ۔ شعاعیں۔

۶۔ اس نعت کے علاوہ کوئی اور نعت اپنی کاپی پر لکھ کر اپنے اُستاد کو دکھائیں۔

۷۔ اس نعت کو زبانی یاد کر کے کورس کی صورت میں پڑھیں۔



وفا کا پیکر



مکّہ مکرمہ میں بنو اسد کے ایک گھر میں آج عجیب چہل پہل ہے۔ بنو ہاشم کے بزرگ اور نوجوان اپنے ایک حسین وجمیل نوجوان محمد بن عبداللہ کی برات لے کر خویلد بن اسد کی خوب صورت ترین بیٹی، جسے اہلِ مکہ ''طاہرہ'' کے حسین لقب سے پکارتے ہیں، کو بیاہنے آئے ہیں۔ قریش کی یہ مال دار تاجر خاتون خدیجۃ الکبریٰ ہے۔ جس سے مکّہ کے بڑے بڑے رؤسا اور اُمرا شادی کرنا چاہتے تھے مگر انھوں نے ایک ایسے نوجوان کا انتخاب کیا جو انھی کی طرح اوصافِ حمیدہ کا مالک ہے اور جسے لوگ صداقت اور امانت کی وجہ سے الصادق اور الامین کے مبارک لقب سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے ایک مال دار تاجر گھرانے میں جنم لیا۔ عرب کی معزز عورتوں کی طرح مروّجہ تعلیم حاصل کی اور اپنے والد خویلد بن اسد کی وفات کے بعد اپنے حصّے کے ترکہ سے تجارت کا کام جاری رکھا۔ بہت جلد ملیکۃُ العرب کے نام سے مشہور ہوگئیں۔ آپؓ کے حسن وجمال اور مال ودولت کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے آپؓ کو شادی کا پیغام بھیجا مگر آپؓ نے اپنے تجربہ کی بنا پر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا انتخاب فرمایا۔ اس حسین انتخاب پر کچھ کم ظرف لوگوں نے باتیں بھی بنائیں اور حضوؐر کے کم مال دار ہونے کا طعنہ بھی دیا۔ مگر آپؓ نے نکاح کے فوراً بعد اعلان فرمادیا کہ آج سے ''خدیجہ کا سارا مال ومتاع حضوؐر کا ہے۔ وہ جیسے چاہیں اس کو استعمال میں لائیں۔'' آپؓ نے نہ صرف زبانی یہ اعلان فرمایا بلکہ عملی طور پر اس کو پورا کیا اور ساری زندگی حضوؐر کی خدمت میں بسر کردی۔ اگرچہ آپؓ کے پاس بے شمار غلام اور لونڈیاں تھیں لیکن آپ حضوؐر کی خدمت خود کرتیں اور اس میں دلی راحت محسوس کرتیں۔

جب حضوؐر نے اعلانِ نبوت فرمایا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق فرمائی اور آپؐ پر ایمان لائیں۔ اعلانِ نبوت کے بعد قریش اور پورے مکّہ والے حضوؐر کے دشمن ہوگئے۔ وہ جس زبان سے الصّادق اور الامین کہتے تھے اُسی سے آپؐ کو ساحر اور کاذب کہنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ کا معاشی مقاطعہ کردیا گیا۔ آپؐ اپنے ساتھیوں کو لے کر شعبِ ابی طالب میں چلے آئے اور تین سال انتہائی صبر اور تکلیف کے ساتھ گزارے۔ ان کٹھن مرحلوں میں حضرت خدیجہؓ برابر آپؐ کے ساتھ رہیں اور ہر قدم پر آپؐ کی حوصلہ افزائی فرماتی رہیں۔

حضورؐ سے شادی کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ قریب قریب پچیس سال تک زندہ رہیں۔ اس مدّت میں انھوں نے ہر قسم کے مصائب کو نہایت دلیری سے برداشت کیا اور آقائے دو جہاں کی رفاقت اور جاں نثاری کا حق ادا کر دیا۔ جب حضورؐ کفار کی بے ہودہ باتوں سے افسردہ خاطر ہوتے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حوصلہ دیتیں۔ آپؓ فرماتیں ''یارسول اللہ! آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ غریبوں کی مدد کرنے والے ہیں، یتیموں کا خیال رکھنے والے ہیں۔''

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضورؐ کی ہم خیال اور غم گسار تھیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''خدیجہؓ نے سب سے پہلے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے آپؓ ایمان لائیں، جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا انھوں نے میری مدد کی۔''

حضرت خدیجہؓ نے حضورؐ سے شادی کے بعد زیدؓ نامی غلام آپ کی خِدمت میں پیش کیا، جسے آپ نے اسی وقت آزاد کر دیا۔ زیدؓ آپ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے والدین کے شدید اصرار کے باوجود ان کے ساتھ نہیں گئے اور آپ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی۔

حضورؐ نے مکّے والوں کو اسلام کی دعوت دی تو کافروں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ انھوں نے آپ کی بھرپور مخالفت شروع کر دی۔ آزمائش کے اس دور میں حضرت خدیجہؓ نے آپ کو بہت سہارا دیا۔ آپؓ نے وفات پائی تو حضورؐ کو بے حد دُکھ ہوا۔ اس سال کو ''غم کا سال'' کہا جاتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا شُمار خوش بخت اور صالحہ خواتین میں ہوتا ہے۔ آج بھی خواتین اُن کی زندگی سے روشنی حاصل کرتی ہیں۔

مشق

۱۔ مختصر جواب لکھیے:-

(الف) حضرت خدیجہؓ کے والد کا کیا نام تھا؟

(ب) لوگ آپؓ کو کس لقب سے پکارتے تھے؟

(ج) حضرت خدیجہؓ کے بارے میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا فرمایا؟

(د) حضرت زیدؓ نے اپنے ماں باپ کے ساتھ جانے سے کیوں انکار کیا؟

۲۔ متضاد لکھیے:

کانٹے۔ مشہور۔ شریف۔ مال دار۔ محبت

۳۔ درست اور غلط فقرات کی نشان دہی (✓) اور (×) کے نشانات سے کیجیے:

(الف) حضرت خدیجہؓ قریش کی مال دار خاتون تھیں۔

(ب) آپؓ کے والد ایک کامیاب معالج تھے۔

(ج) حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے ایمان لائیں۔

(د) حضورؐ سے شادی کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ قریب قریب پچیس سال تک زندہ رہیں۔

۴۔ معنی لکھیے۔

سبقت۔ فروغ۔ تبلیغ۔ تمسخر۔ مخالفت

۵۔ مؤنث لکھیے۔

والد۔ شوہر۔ غلام

۶۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سیرت مبارک پر دس جملے خوش خط لکھیے۔

اہلِ پنجاب

'پنجاب' دو لفظوں پنج اور آب سے مل کر بنا ہے۔ پنجاب کا مطلب ہے پانچ دریاؤں کی سرزمین۔ یہاں دریائے ستلج، راوی، چناب، جہلم اور سندھ بہتے ہیں۔ یہ علاقہ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ایک صوبہ ہے۔ اس کا صدر مقام لاہور ہے۔ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لوگوں کی طرح اہلِ پنجاب بھی دلیر، مہمان نواز اور جفاکش ہیں۔

یہاں کے لوگوں کا خوب صورت اور مقبول لباس شلوار اور قمیص ہے۔ عورتیں شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹہ اور چادر جب کہ مرد ٹوپیاں اور پگڑیاں پہنتے ہیں۔ کوٹ پتلون، قمیص اور جیکٹ کا رواج بھی ہے لیکن یہ شہروں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں عورتیں اور مرد شلوار کے علاوہ لُنگی اور لاچا بھی باندھتے ہیں۔ خانہ بدوش عورتیں کڑھائی والے گھاگرے پہنتی ہیں۔

پنجاب میں چار موسم پائے جاتے ہیں جن میں موسمِ گرما، موسمِ سرما، موسمِ بہار اور موسمِ خزاں شامل ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں میدانی علاقوں میں سخت گرمی جب کہ سردیوں میں سخت سردی پڑتی ہے۔ لوگ سردیوں میں دھوپ تاپتے اور گرم کپڑے پہنتے ہیں جب کہ گرمیوں میں ہلکے پُھلکے کپڑے پہنتے ہیں اور دھوپ سے بچنے کے لیے سائے میں بیٹھتے ہیں۔

پنجاب کے دیہاتوں میں لوگ ناشتے میں مکئی کی روٹی، سرسوں کا ساگ، مکّھن، لسّی، اور دہی شوق سے استعمال کرتے ہیں۔ مکّھن اور گھی کے پراٹھے ان کی مرغوب غذا ہے۔ شہروں میں پراٹھوں کے علاوہ نہاری، چنے، پائے اور حلوہ پوری کا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ پنجاب کے دیہی علاقوں میں چاول اور آلو کثرت سے کھائے جاتے ہیں۔ مرغ، گائے اور بکرے کا گوشت بھی شوق سے کھایا جاتا ہے۔ دریاؤں کے قریب رہنے والے لوگ مچھلی زیادہ کھاتے ہیں۔

پاکستان چوں کہ ایک زرعی ملک ہے اس لیے یہاں سبزیوں اور دالوں کی کاشت وسیع پیمانے پر کی جاتی ہے۔ لوگ فصل کی کٹائی کے موسم میں ڈھول بجا کر فصل کی کٹائی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں مختلف فصلیں کاشت کی

جاتی ہیں۔ جن میں گندم، گنا، باجرہ، جوار، تمباکو، مونگ پھلی، چاول، کپاس، جو، چنا، مکئی اور دالیں شامل ہیں۔ موسم کے اعتبار سے مختلف سبزیوں کی کاشت کی جاتی ہے جن میں بھنڈی توری، ٹینڈے، کدّو، کریلے، مٹر، گاجر، آلو، گوبھی، پالک، چقندر، شلجم، مولی، میتھی، پیاز، بینگن، ادرک، لہسن، ٹماٹر، مرچ اور دھنیا وغیرہ شامل ہیں۔ پنجاب کے مختلف علاقوں میں مختلف قسم کے پھل بھی ملتے ہیں جیسے آم، کیلا، سیب، انار، تربوز، خربوزہ، امرود، کینوں، مالٹا اور دوسرے ترش پھل۔ سرسوں، تیل نکالنے والے بیج اور کھجور کی پیداوار بھی عام ہے۔

پنجاب کی تہذیب اور ثقافت کے کئی ایک نمایاں پہلو ہیں۔ پنجاب کے لوگ میلوں ٹھیلوں اور بزرگوں کے عُرس پر جانے کے بہت شوقین ہیں۔ لوگ حضرت سخی سرورؒ، حضرت میاں میرؒ، بلھے شاہؒ، داتا گنج بخشؒ، امام بریؒ، خواجہ فریدؒ، وارث شاہؒ، فرید الدّین مسعود گنج شکرؒ اور مادھو لال حسینؒ کے سالانہ عرس میں شریک ہوتے ہیں۔ میلوں میں کبڈّی، کُشتی، گھڑ دوڑ، گھوڑوں کا ناچ، کتوں کی لڑائی، نیزہ بازی اور رسّہ کشی جیسے مقابلے دیکھنے کو ملتے ہیں جنھیں دیکھنے کے لیے لوگ دُور دُور سے ٹولیوں کی شکل میں آتے ہیں۔



اہلِ پنجاب جنگ جُو، بہادر اور محبِّ وطن ہیں۔ دُلّا بھٹی، ملنگی اور رائے احمد خان کھرل ایسے لوگوں کی بہادری اور جرأت کے قصے آج بھی لوگوں کو یاد ہیں جو گیتوں کی صورت میں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ ان بہادروں نے ظالم اور جابر حکم رانوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔

پنجاب میں شادی کی تقریب دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔ شادی سے کئی روز پہلے اس کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ شادی کی رسومات ادا کرنے کے لیے دولھا اور دلھن کے گھر میں بہت سی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ دلھن کے لیے بَری، ملبوسات اور زیبائش کا سامان خریدا جاتا ہے۔ شادی سے ایک ہفتہ قبل دلھن کو مائیوں بٹھایا جاتا ہے۔ شادی سے قبل دولھا اور دلھن کے گھر والوں کی طرف سے ایک دوسرے کے ہاں مہندی بھیجی جاتی ہے۔ برات والے دن لڑکے والوں کی طرف سے دلھن کے ہاں قیمتی پارچاجات اور خشک میوہ جات بھی تحفہ کے طور پر بھیجے جاتے ہیں۔

دولھا کے سر پر سفید اور سنہری تاروں کا بنا ہوا سہرا باندھا جاتا ہے۔ گلے میں مالا پہنائی جاتی ہے۔ اس موقع پر ماں باپ، بہن بھائی، اعزہ و اقارب سلامی کے طور پر نقد رقم بھی دیتے ہیں۔ دیہاتوں میں دولھا کو سہرا باندھنے سے پہلے گھڑولی بھرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس رسم میں شیشوں سے مُزیّن گھڑا دولھا کی بہن یا قریبی رشتہ دار لڑکی اپنے سر پر اٹھاتی



ہے۔ گھڑے پر سُرخ رنگ کا کام دار دوپٹہ ڈالا جاتا ہے۔ عزیز رشتہ دار عورتیں، جو رنگ برنگ کپڑوں میں ملبوس ہوتی ہیں ساتھ ساتھ چلتی اور ڈھول کی تھاپ پر گھڑولی کے گیت گاتی ہیں۔ یہ گیت سننے والوں پر ایک سحر طاری کر دیتے ہیں۔ کسی نلکے یا مسجد سے گھڑولی بھر کر گیت گاتی واپس آتی ہیں۔ گھر آ کر دولھا کے باپ سے 'نیگ' لے کر گھڑولی سر سے اتاری جاتی ہے۔ ہر طرف خوشی کا سماں نظر آتا ہے۔ گھڑولی کی رسم ادا کرنے کے بعد دولھا کو نہلایا جاتا ہے۔ اسے ''کھارا'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد سہرا باندھا جاتا ہے۔ پھر باجوں کے شور میں برات دلھن کے گھر پہنچتی ہے جہاں دولھے اور براتیوں کا شان دار طریقے سے استقبال کیا جاتا ہے۔ دولھے اور براتیوں پر پھولوں کی بارش کی جاتی ہے۔ دلھن کی بہنیں اور اُن کی سہیلیاں دولھا سے انعام لینے کے لیے دروازے پر آتی ہیں اور گیت گا کر، جنھیں پنجابی میں سٹھنیاں کہا جاتا ہے، اپنا نیگ وصول کرتی ہیں۔

سب سے پہلے نکاح کی سنّت ادا کی جاتی ہے اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کے بعد مہمانوں کی تواضع لذیذ کھانوں سے کی جاتی ہے۔ بعد ازاں دودھ پلائی کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں دولھا کو گلاس بھر دودھ پلایا جاتا ہے۔ دلھن کی رخصتی کے وقت اس کی گود میں اناج ڈالا جاتا ہے اور رخصتی کے گیت گائے جاتے ہیں۔ ان گیتوں میں بہن بھائیوں کی محبت اور ماں باپ کی جدائی کا تذکرہ نمایاں ہوتا ہے۔

پنجاب کے مختلف علاقوں کے لوگ مختلف جانور اور پرندے پالتے ہیں۔ ان میں کتا، گدھا، خچر، گھوڑا، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ اور ہرن کے علاوہ مرغ، طوطا، چکور، تیتر، بٹیر، مور اور باز شامل ہیں۔ بعض لوگ جنگلی گیدڑ، بلیاں، اژدھے، عقاب اور شاہین بھی پالتے ہیں۔ پہلے لوگ جنگلی جانوروں کا بے دریغ شکار کرتے تھے لیکن ۱۹۸۱ سے جنگلی حیات کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

پنجاب کے لوگ اجتماعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں - پنجاب کی نہروں سے بھل نکالنے کا کام ہر سال کیا جاتا ہے۔لوگ اس کام میں بھرپور حصّہ لیتے ہیں۔اسی طرح اگر ملک میں کبھی کوئی ہنگامی صورت حال پیدا ہو جائے جیسے سیلاب یا زلزلہ، تو پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کے لوگ بھی مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

پنجاب کے شہر لاہور کو "زندہ دلوں کا شہر" کہا جاتا ہے۔۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب بھارتی طیاروں نے لاہور پر حملہ کیا تو اہل لاہور نے بجائے مورچوں میں پناہ لینے کے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر یہ نظارہ دیکھا۔اس شہر میں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جن میں بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ، مزارِ اقبال، مینارِ پاکستان، عجائب گھر، چڑیا گھر، مقبرہ نور جہاں، مقبرہ جہانگیر، شالامار باغ اور خاص طور پر شہر کے بارہ دروازے بہت مشہور ہیں۔

پنجاب میں مختلف قسم کے کھیل کھیلے جاتے ہیں جن میں فٹ بال، والی بال، کرکٹ، بیڈمنٹن، ہاکی، سکواش، ٹینس، لان ٹینس، گھڑ دوڑ، نیزہ بازی اور کبڈی وغیرہ شامل ہیں۔بعض کھیل ایسے ہیں جو زیادہ تر دیہات میں کھیلے جاتے ہیں انھیں لوک کھیل کہتے ہیں جیسے کوکلا چھپاکی، لُکن میٹی، شٹاپو، کبڈّی، کُشتی، اینگن مینگن، اخروٹ کھیلنا، بول میری مچھلی کتنا پانی، پٹھو گرم، چور سپاہی، شیر اور بکری، غلیل چلانا، مائی میری مشک کا پانی پی لو، یتو پنجو ہار کبوتر ڈولی، گڑیوں کا کھیل اور گلّی ڈنڈا وغیرہ۔

پنجاب کے لوگ روزگار کے سلسلے میں مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں۔کوئی ڈاکٹر ہے تو کوئی وکیل، کوئی انجینئر ہے تو کسی نے تدریس کا پیشہ اپنا رکھا ہے۔ ان کے علاوہ وہ فوج اور پولیس میں شامل ہو کر بھی ملک و قوم کی خدمت کرتے ہیں۔ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا انھی پیشوں میں سے کسی پیشے کا انتخاب کرے۔

پنجاب کے لوگ بہت مہمان نواز ہیں۔ کسی کے ہاں کوئی مہمان آجائے تو دودھ، دہی، مکھن، لسّی اور پراٹھوں سے اس کی تواضع کرتے اور ہر طرح آرام و سکون بہم پہنچاتے ہیں۔پنجاب میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔لوگ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔یہاں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی بستے ہیں۔وہ اپنے طور طریقوں اور مذاہب کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ تہذیب و تمدّن کے اس گلدستے میں اسلامی روایات مُستحکم ہیں۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جوابات لکھیے:

(i) 'پنجاب' کا مطلب کیا ہے؟

(ii) پنجاب میں کون کون سی سبزیاں اور دالیں کاشت کی جاتی ہیں؟

(iii) میلوں میں کون کون سے مقابلے ہوتے ہیں؟

(iv) پنجاب کی چند مشہور فصلوں کے نام لکھیے۔

(v) پنجاب کے چند مشہور کھیلوں کے نام لکھیے۔

(vi) پنجاب کے مشہور لوک کھیلوں کے نام لکھیے۔

(viii) پنجاب کے چند اہم پیشے بتائیے۔

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) پنجاب کا صدر مقام .... ہے۔

(ii) پنجاب کے مردوں اور عورتوں کا مقبول لباس .... ہے۔

(iii) پاکستان ایک .... ملک ہے۔

(iv) دریاؤں کے قریب رہنے والے لوگ .... کھاتے ہیں۔

(v) جنگلی حیات کے شکار کو ...ء سے ممنوع قرار دے دیا گیا۔

۳۔ ہر سوال کے نیچے چار جوابات لکھے گئے ہیں ان میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

ا۔ خانہ بدوش عورتیں پہنتی ہیں

۱۔ شلوار قمیص ۲۔ پینٹ کوٹ ۳۔ گھاگرے ۴۔ کُرتے

ب۔ دریاؤں کے قریب رہنے والے لوگ زیادہ تر گوشت کھاتے ہیں

۱۔ گائے کا ۲۔ بکرے کا ۳۔ مچھلی کا ۴۔ مرغی کا

۴۔ درج ذیل سوالات کے جوابات اساتذہ کی مدد سے لکھیے۔

(i) پنجاب کے لوگوں کی عادات کے بارے میں دس جملے لکھیے۔

(ii) جنگلی جانوروں کے نام لکھیے۔

(iii) ایسے جنگلی جانوروں کے نام اپنی کاپی پر لکھیے جن کا ذکر اس سبق میں نہیں آیا۔

(iv) گھروں میں پالے جانے والے جانوروں کے نام لکھیے۔

(v) ہمارے صوبے میں سفر کرنے کے مختلف ذرائع کون کون سے ہیں؟ اپنی کاپی میں لکھیے۔

(vi) اگر آپ نے کوئی میلا دیکھا ہے تو اس کا حال اپنی کاپی میں لکھیے۔

(vii) نقشے پر پاکستان کے صوبوں اور کشمیر کی نشان دہی کرتے ہوئے پنجاب کا حدود اربعہ بتائیے۔

(viii) نقشے کی مدد سے ''پنجاب'' کے پانچوں دریاؤں کی نشان دہی کیجیے۔

(ix) اپنے علاقے کے لوگوں کے رہن سہن، کھانے، عادات اور رسم و رواج کے بارے میں ایک مضمون لکھیے۔



ایک آرزو

اے ارضِ پاک زندہ و پایندہ تُو رہے
تیری سلامتی سے مِری آبرو رہے

ذرّے ہیں تیری خاک کے غازہ مِرے لیے
میرے لبوں کا حُسن تِری گفتگو رہے

حل کر دیا مجاہدوں نے عُقدۂ حیات
غازی بنے، شہید ہوئے، سُرخرو رہے

تزئین گلستاں کو دیے ولولے نئے
دائم تِرا یہ سلسلۂ رنگ و بو رہے

جب تک ہے دم میں دم نہ جُدا تجھ سے ہوں کبھی
اک متّحد وطن ہی میرے روبرو رہے

(قیوم نظر)



مشق

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

i- ''تری سلامتی سے مری آبرو رہے'' کا مطلب کیا ہے؟

ii- دوسرے شعر میں شاعر نے وطن کی کس چیز کو غازہ کہا ہے؟

۲۔ دوسرے شعر کو نثر میں تبدیل کیجیے۔

۳۔ اس نظم میں کس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے؟

۴۔ آخری شعر میں شاعر نے کس بات کی خواہش ظاہر کی ہے؟

۵۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

اے ارض پاک تو زندہ و............ رہے۔

تیری خاک کے ذرّے میرے لیے............ ہیں۔

میرے روبرو اک............ وطن ہی رہے۔

مجاہدوں نے............ حل کر دیا۔

۶۔ درج ذیل لفظوں کو اس طرح جملوں میں استعمال کیجیے کہ ان کے معانی واضح ہو جائیں۔

پائندہ ۔ عُقدۂ ۔ غازی۔ شہید۔ سرخرو۔ گلستان ۔ متحد

۷۔ واحد کے جمع لکھیے۔

وطن ۔ ولولہ۔ مُجاہد۔ شہید۔ خواہش

۸۔ ان الفاظ کے مترادف لکھیے۔

آبرو۔ حُسن ۔ سُرخرو۔ تزئین ۔ دائم۔ بو۔ آرزو۔ روبرو۔ مُتحد

۹۔ وطن کی محبت کے بارے میں پانچ جملے اپنی کاپی میں لکھیے۔

سیّد جمال الدّین افغانیؒ



مسلمانوں کو متحد اور طاقت وَر دیکھنے کے خواہش مند رہنماؤں میں سیّد جمال الدّین افغانی بہت نُمایاں ہیں۔ آپ ۱۸۳۸ء میں افغانستان کے ایک گاؤں اسعد آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید صفدر تھا جو اپنے دور کے ایک صاحبِ علم و کمال انسان تھے۔ سید جمال الدّین نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ زمانے کی مروّجہ تعلیم کابل میں مکمّل کی۔ کابل میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے اور یہاں کی مختلف درس گاہوں سے خوب علمی اِستفادہ کیا۔ اس طرح آپ نے اردو، عربی، ترکی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی اور روسی زبانوں پر بھرپور عُبور حاصل کیا۔ آپ ان سب زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے اور ان میں پُر جوش اور رواں تقریر کر سکتے تھے۔

آپ نے اپنے ملک افغانستان میں رائج طور طریقوں میں بہت سی اصلاحات کیں۔ بادشاہ نے آپ کے مشوروں سے فوج کو منظّم کیا اور افغانستان کے تعلّقات دوسرے ملکوں سے بہتر بنائے۔ ڈاک کے نظام کو بہتر بنایا۔ ان اصلاحات سے ملک اور عوام کو بہت فائدہ پہنچا۔ ملک کی بد قسمتی کہ بادشاہ بدل گیا۔ نئے بادشاہ نے جمال الدین کی مقبولیت کو اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہوئے آپ کو ملک بدر کر دیا۔ آپ افغانستان چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے۔

اس وقت ہندوستان میں انگریز اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔ ہندوستان کے لوگ انگریزوں کے ناجائز قبضہ کے خلاف سرگرم تھے۔ آپ نے اہلِ ہند کو اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے سے جوش دلایا تو انگریزوں نے بھی آپ کو اپنے مقبوضات سے نکال دیا۔ آپ نے جنوبی ہند کی مسلمان ریاست حیدر آباد (دکن) کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ کی کوششوں سے حیدر آباد کی عثمانیہ یونیورسٹی میں تمام مروّجہ علوم کی تعلیم اردو میں دی جانے لگی۔ اس طرح طِب، انجینئرنگ اور دوسرے سائنسی علوم کی اعلیٰ تعلیم کا حُصول اردو زبان میں ممکن ہو گیا۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ "تحریکِ اتّحادِ اسلامی" ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب تک تمام مسلم سلطنتوں کو متحد نہیں کیا جائے گا غیروں کی غلامی سے نجات پانا مشکل ہوگا۔ یہ غیر مسلم طاقتوں کے خلاف آپ کا ایک

فطری اِقدام تھا۔ آپ نے ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو'' کا قرآنی فرمان لوگوں کو یاد دلایا۔ آپ نے ترکی کے سلطان کو جو کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا، مشورہ دیا کہ استنبول میں ایک ایسا اِدارہ قائم کیا جائے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دے۔ مسلمان حکمران آپس کے اختلافات بُھلا کر ایک ہو جائیں۔ ان کی دولت ایک دوسرے کے کام آئے۔ ان کی فوجیں ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو کر اسلام دشمن قوّتوں کا مقابلہ کریں۔ وہ فرماتے تھے:

> ''یاد رکھو! قرآن زندہ کتاب ہے جو کبھی نہیں مٹے گی۔ اس کی طرف لوٹ آؤ۔ اپنے حالات اور طبیعت اس کے حوالے کر دو۔''

وہ علم کی جستجو کو اسلام کی روح قرار دیتے تھے۔ آپ یہ بات بڑے دعوے سے کہتے تھے کہ یہ صرف علم اور ایمان کی طاقت تھی کہ اسلام نے اپنے ظاہر ہونے کے صرف اَسّی سال کے اندر ہی ایک دنیا کو اپنے زیرِ اثر کر لیا۔ آپ کی پُر جوش تحریک کا نتیجہ آپ کی وفات کے بعد دنیا کے سامنے آیا۔ آپ نے مارچ ۱۸۹۷ء میں وفات پائی۔

آپ کی تعلیمات نے مسلمانوں کو اتّحاد کا راستا دکھایا اور آج ''مؤتمر عالمِ اسلامی'' آپ کے سچے خواب کی تعبیر کی صورت میں موجود ہے۔ آپ کہتے تھے کہ میں کاغذ پر کتابیں نہیں لکھتا، زندہ کتابیں تصنیف کرتا ہوں۔ ادیب اسحٰق، شیخ محمد عبدہٗ، سیّد حلیم پاشا میری زندہ کتابیں ہیں۔ انھی کے اثر سے برصغیر میں مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کی شخصیت نِکھری جنھوں نے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرونے کی بھرپور کوششیں کیں۔ اللہ اپنے ان نیک بندوں کے درجات بُلند فرمائے۔ آمین!

مشق

درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے:

۱۔ سید جمال الدین افغانیؒ کہاں کے رہنے والے تھے؟

۲۔ آپ نے کن کن ممالک میں قیام فرمایا؟

۳۔ آپ کی تعلیمات کیا ہیں؟

۴۔ آپ کی تحریک کا کیا اثر ہُوا؟

۵۔ آپ کا سنِ پیدائش اور سنِ وفات کیا ہے؟

۶۔ اسم کسی شخص، جگہ، چیز یا تصوّر کے نام کو کہتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید، اقبال، پاکستان، صبح وغیرہ

فعل کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا ہوتا ہے جیسے لکھا۔ پڑھا۔ سوچا وغیرہ

فاعل کسی کام کے کرنے والے کو کہتے ہیں۔ جیسے پڑھنے والا۔ سونے والا وغیرہ

مفعول وہ ہوتا ہے جس پر کوئی کام واقع ہو مثلاً خط، گیت

یہ جُملے پڑھیے: احمد نے خط لکھا، حامد نے دودھ پیا، عطا نے گیت گایا۔

ان جملوں میں احمد، حامد، اور عطا اسم ہیں اور یہ فاعل بھی ہیں، کیوں کہ یہ کام کرنے والے ہیں۔

خط، دودھ، گیت مفعول ہیں جب کہ لکھا، پیا اور گایا فعل ہیں۔

اس سبق میں سے ایسے پانچ جملے تلاش کیجیے جن میں فعل، فاعل اور مفعول موجود ہوں۔

۷۔ درجہ ذیل سوالات کے جوابات کے لیے اساتذہ کرام سے مدد لیں۔

(i) عالم اسلام کے مشہور رہنماؤں کی تصاویر اپنی کاپی میں چسپاں کیجیے۔ ان کے مختصر حالاتِ زندگی بھی لکھیے۔

(ii) مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ محمد اقبالؒ اُمتِ مُسلمہ کے روشن ستارے ہیں۔ ان کی ملّی خدمات اپنی کاپی میں لکھیے۔

(iii) مؤتمر عالمِ اسلامی کے بارے میں اپنے اُستاد سے معلومات حاصل کریں۔

(iv) دنیا میں اس وقت قریب قریب چھپّن اسلامی ممالک موجود ہیں۔ ان کے نام چارٹس کی شکل میں لکھیے۔

ٹھنڈی ہوا

ہونے کو آئی صبح تو ٹھنڈی ہوا چلی   کیا دھیمی چال سے یہ خوش ادا چلی
لہرا دیا ہے کھیت کو ہلتی ہیں بالیاں   پودے بھی جھومتے ہیں لچکتی ہیں ڈالیاں
پھلواریوں میں تازہ شگوفے کھلا چلی   سویا ہوا تھا سبزہ اُسے تو جگا چلی
سرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تجھ بغیر   تیرے ہی دم قدم سے ہے بھاتی چمن کی سیر
پڑ جائے اس جہاں میں ہوا کی اگر کمی   چوپایہ کوئی زندہ بچے اور نہ آدمی
چڑیوں کو یہ اُڑان کی طاقت کہاں رہے   پھر کائیں کائیں ہو نہ غٹرغوں نہ چہچہے

بندوں کو چاہیے کہ کریں بندگی ادا
اس کی کہ جس کے حکم سے چلتی ہے یہ سدا

(اسمٰعیل میرٹھی)

مشق



۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(i) اگر دنیا میں ہوا کی کمی واقع ہو جائے تو کیا ہو؟
(ii) اس نظم کے پانچویں شعر کی نثر بنائیے۔
(iii) آخری شعر میں کی گئی نصیحت اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔
(iv) چوتھے، پانچویں اور چھٹے شعر میں ہوا کی کیا اہمیت بیان کی گئی ہے؟

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- اگر جہاں میں .... کی کمی پڑ جائے تو کوئی انسان اور جانور زندہ نہ بچے گا۔

ii- صبح ہونے کو آئی تو .... چلی۔

iii- تیرے دم قدم سے .... کی سیر بھاتی ہے۔

iv- بندوں کو اللہ کی .... ادا کرنی چاہیے۔

۳۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معنی واضح ہو جائیں۔

دھیمی دھیمی، خوش ادا، بھاتی، غُٹر غوں، چوپایہ

۴۔ ان الفاظ کی جمع لکھیے۔

کھیت، پودا، ڈالی، چڑیا

۵۔ مترادف لکھیے۔

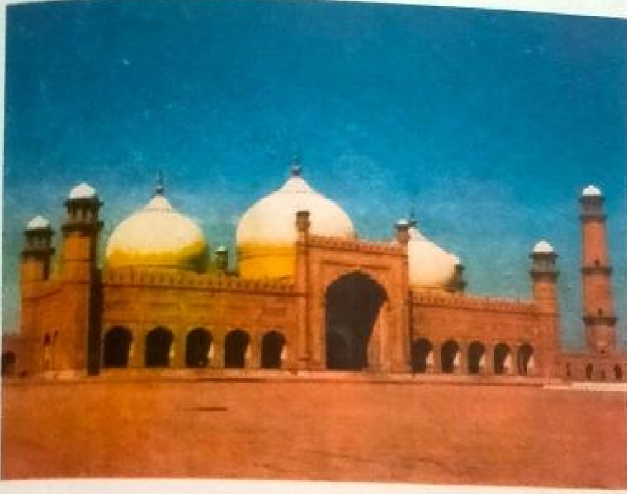
آدمی، * سبزہ، صبح، پھلواری

۶۔ چھٹے شعر میں کائیں کائیں اور غُٹر غوں آوازیں ہیں۔ بتایئے یہ آوازیں کن پرندوں کی ہیں؟ اسی طرح کچھ اور پرندوں کی آوازوں کے نام اپنی کاپی میں لکھیے۔





قراردادِ پاکستان



یہ لاہور کی عظیم بادشاہی مسجد ہے۔ آج ۲۳مارچ ۱۹۴۰ء کا دن ہے۔ مسجد کے میناروں کے سائے میں سڑک کے اُس پار سرسبز پارک میں مسلم لیگ کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس کی صدارت مسلمانوں کے محبوب رہنما قائداعظم محمد علی جناحؒ کر رہے ہیں۔ اس تاریخی اجلاس میں برصغیر کے لاکھوں انسان شریک ہیں۔ انسانوں کا ایک سمندر ہے جو جوشِ آزادی سے موجزن ہے۔ اجلاس میں جناب اے۔ کے فضل الحق نے قراردادِ لاہور پیش کی۔ اس کی حمایت مولانا ظفر علی خانؒ، آئی آئی چندریگر، چودھری خلیق الزّمان، عبداللہ ہارون اور بیگم محمد علی جوہرؒ نے کی۔ ہندو اخباروں نے اس کو ''قراردادِ پاکستان'' کا نام دیا۔ اور پھر یہ قرارداد اسی نام سے مشہور ہوگئی۔

انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں اپنی سازشوں کے ذریعے سے برصغیر پر قبضہ کر لیا تھا۔ کچھ وقت کے بعد ہندوستان کی ایک ملک گیر جماعت ' کانگریس' ہندوستان کی آزادی کا نعرہ لے کر انگریزوں کے خلاف اُٹھی۔ اس میں ہندوستان کی تمام قوموں کے سرکردہ لیڈر شامل تھے مگر مسلمانوں نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ کانگریس صرف ہندوؤں کا غلبہ چاہتی ہے، اس لیے انھوں نے ۱۹۰۶ء میں کل ہند مسلم لیگ کے نام سے اپنی الگ جماعت قائم کر لی۔ مسلمانوں نے اس تنظیم کی مدد سے اپنے حقوق کے تحفظ کی کوشش شروع کر دی۔ اسی جماعت نے لاہور کے تاریخی اجلاس میں ۲۳مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ پاکستان منظور کی۔

اس قرارداد کے منظور ہوتے ہی ہندوؤں نے مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیا لیکن اب مسلمانوں کے سامنے راستا صاف تھا۔ ان کے نزدیک تمام مسائل کا حل ملک کی تقسیم ہی تھا۔ وہ کسی دوسری تجویز پر غور کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ مسلم لیگ نے نئی مملکت کے قیام کے لیے مؤثر انداز میں اپنی مہم تیز کر دی۔ قائداعظمؒ اور ان کے ساتھیوں نے دوقومی نظریہ کی بھرپور وضاحت کی اور ہندو مسلم دونوں اقوام کا ساتھ رہنا ناممکن قرار دیا۔

قراردادِ پاکستان کی سیاسی اہمیت کے پیشِ نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ایسی قرارداد تھی جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے راستے الگ کر دیے۔ اُس وقت مسلمانوں کے جوش و خروش سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ تھا کہ یہ مطالبہ برصغیر کے مسلمانوں کے دل کی آواز ہے۔ یہ قرارداد مسلمانوں کی سیاسی جدوجُہد میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چند سالوں کے بعد اس قرارداد نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے عملی شکل اختیار کر لی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے ایک نئی خودمختار مملکت دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئی۔

اس شان دار قرارداد کی یاد میں لاہور میں ''مینارِ پاکستان'' بنایا گیا ہے جس پر یہ قرارداد کندہ ہے۔

مشق

۱۔ مختصر جواب لکھیے۔

(الف) مسلمانوں نے اپنے لیے الگ وطن کا مطالبہ کیوں پیش کیا؟

(ب) مسلم لیگ کب قائم ہوئی ؟

(ج) قراردادِ پاکستان مسلم لیگ کے کس اجلاس میں پاس ہوئی ؟

۲۔ ان الفاظ کے معانی لکھیے۔

سنگِ میل، خود مختار، حکمت عملی، جدوجہد

۳۔ مندرجہ ذیل جملوں کو نیچے دیے گئے الفاظ میں سے مناسب الفاظ سے مکمل کیجیے۔

دوقومی نظریہ، مسلم لیگ، مدد، بھرپور، سنگِ میل

(ا) ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں قراردادِ پاکستان .... کی حیثیت رکھتی ہے۔

(ب) ۱۹۰۶ء میں .... قائم ہوئی۔

(ج) مسلمانوں نے اس تنظیم کی .... سے اپنے حقوق کے تحفظ کی کوشش شروع کردی۔

(د) قائداعظمؒ اور ان کے ساتھیوں نے دوقومی نظریہ کی .... وضاحت کی۔

۴۔ قراردادِ پاکستان کی اہمیت پر دس جملے لکھیے۔

۵۔ درج ذیل سوال کے جواب کے لیے اساتذہ کرام سے مدد لیں۔

تحریکِ پاکستان کے مسلم رہنماؤں کی تصاویر کا چارٹ تیار کیجیے۔

پھلوں کی وادی۔ کوئٹہ

''بلوچستان'' رقبے کے لحاظ سے ہمارے پیارے وطن پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن اس کی آبادی دوسرے صوبوں سے کم ہے۔ اس صوبے میں بہت سے قبائل آباد ہیں۔ یہاں کے رہنے والے قومی زبان اردو کے ساتھ ساتھ بلوچی، براہوی، اور پشتو زبانیں بولتے ہیں۔

بلوچستان کے لوگ گائے، بیل، بھیڑ، بکریاں پالتے ہیں۔ اُن سے اُون، کھالیں اور دودھ حاصل کرتے ہیں۔ معدنی دولت سے مالا مال دالبندین کے مختلف علاقوں سے لوہا، چُونا اور سنگِ مرمر نکالا جاتا ہے۔ سیندک کے پہاڑوں سے تانبا بھی نکالا جاتا ہے۔

ایشیا کا دوسرا بڑا صنوبر کا جنگل بلوچستان میں ہے۔ یہاں ایسے درخت بھی پائے جاتے ہیں جن کی عمریں دو ہزار سال کے لگ بھگ ہیں۔ صوبے میں زیادہ تر علاقہ بنجر، پہاڑی سلسلوں اور صحرا پر مشتمل ہے۔ یہاں سردیوں میں اتنی سردی پڑتی ہے کہ دانت بجنے لگتے ہیں۔ گرمیوں میں سبّی اور دوسرے شہروں میں خوب گرمی پڑتی ہے۔

بلوچستان کا صدر مقام کوئٹہ ہے۔ یہ بہت قدیم شہر ہے جو شروع شروع میں ایک بستی تھا۔ اس کے مکین گلہ بان تھے جو سبزے اور پانی کی کثرت کو دیکھ کر یہاں مستقل آباد ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اس بستی نے گاؤں کی شکل اختیار کر لی اور شال کے نام سے مشہور ہوا۔ اس بستی کے شمال مشرق میں ایک قدرتی جھیل اور اس کے دائیں جانب پھلوں کے باغات تھے۔ ان باغات کا رقبہ بڑھا اور پھلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا تو ''شال'' نے پھلوں کی منڈی کی شکل اختیار کر لی۔ پھر لوگوں کی خوش حالی میں اِضافہ ہوا۔ لوگ پکّے مکان بنا کر رہنے لگے۔ اس طرح یہ ایک قصبہ بن گیا اور اس کا نام ''شال کوٹ'' ہو گیا۔

۱۹۳۵ء میں یہاں شدید زلزلہ آیا جس میں ہزاروں انسان ہلاک ہوئے اور یہ شہر بری طرح تباہ ہوا۔ اس وقت تک اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہو چکی تھی۔ زلزلے میں بہت سی عمارات ملبے کا ڈھیر بن گئیں۔ کوئٹہ کا موجودہ شہر ان کھنڈرات پر آباد ہوا۔ زلزلے کے بعد یہاں مٹی، لکڑی اور ٹین کے مکانات بنانے کا رواج پڑا۔

کوئٹہ کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ ان میں کوہِ مُردار اور کوہِ چلتن بہت مشہور ہیں۔ یہ پہاڑ دیکھنے میں بہت نزدیک معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر آپ ان کی طرف چلنا شروع کر دیں تو ان تک پہنچنے میں آپ کو کافی

وقت لگ جائے گا۔ کوئٹہ کی اُڑک وادی بہت مشہور ہے جہاں خزاں اور بہار کے موسم بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ قریب ہی ایک جھیل ہے جس کا نام ہنہ ہے۔ لوگ دُور دُور سے اس جھیل کی سیر کرنے آتے تھے لیکن اب یہ جھیل خُشک ہو چکی ہے۔

کوئٹہ کی ہوا میں یہ تاثیر ہے کہ اس سے گرمیوں میں بھی گھڑوں اور صراحیوں کا پانی برف کے پانی کی طرح ٹھنڈا رہتا ہے۔ جاڑے کا موسم نہایت سرد ہوتا ہے۔ اس موسم میں نلکوں کا پانی جم جاتا ہے۔ لوگ نلکوں کے نیچے آگ جلا کر برف کو پگھلاتے ہیں تو پانی باہر آتا ہے۔ سردیوں میں لوگ عام طور پر پانی گرم کر کے پیتے ہیں۔ یہاں ستمبر سے دسمبر تک سخت سردی پڑتی ہے۔ کبھی کبھی تو درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی بیس پچیس درجے کم ہو جاتا ہے، ان دنوں میں لوگ عام طور پر گرم پانی کی بوتلیں پیروں کے نیچے رکھ کر سوتے ہیں۔

کوئٹہ انگوروں کا گھر ہے۔ آس پاس کے علاقوں کے انگور یہاں آ کر بکتے ہیں۔ انگوروں کی یوں تو بہت سی قسمیں ہیں لیکن صاحبی اور سُندر خانی خاص طور پر مشہور ہیں۔ صاحبی انگور تو اتنا نازک ہوتا ہے کہ یہ کوئٹہ سے باہر کم ہی بھیجا جاتا ہے۔ اس کا رنگ عموماً گلابی ہوتا ہے اور اس کے گچھوں کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ کسی نے گل دستہ بنا دیا ہے۔ سُندر خانی انگور بہت خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ یہ انگلی کی پور کی طرح لمبا ہوتا ہے اور دوسرے انگوروں کے مقابلے میں مہنگا بکتا ہے۔

پھلوں کی وادی کوئٹہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہاں ہر موسم میں پھل ملتے ہیں جو ذائقے اور لذت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ خشک میوہ یہاں کی خاص سوغات ہے جس میں پستہ، بادام، چلغوزے اور اخروٹ شامل ہیں۔ کوئٹہ شہر سے باہر نکلیں تو چھوٹے چھوٹے باغات نظر آتے ہیں جن میں سیب، آڑو، بادام، خوبانی، چیری اور انگور کے باغات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ موسمِ بہار میں پھل دار اور پھول دار پودے عجب منظر پیش کرتے ہیں۔ قدرتی مناظر اور بھی نِکھر کر سامنے آتے ہیں۔ زیارت، گوادر پورٹ، ہنہ جھیل، مشکے اور تُربت میں بھی پھلوں کے باغات ہیں۔

کوئٹہ سے نو دس میل کے فاصلے پر اُڑک وادی ہے۔ اس وادی کو کوئٹہ کا ثمرستان کہتے ہیں۔ اِس وادی میں ہر طرف پھلوں کے باغات نظر آتے ہیں جہاں ہر سال ہزاروں من پھل پیدا ہوتا ہے۔ خوبانی، آلوچہ، سیب، انار، آڑو، ناشپاتی، شاہ دانہ، بادام، اخروٹ، پستہ، خربوزہ اور تربوز اس وادی کے مشہور پھل ہیں۔ یہاں کے سیب خستہ ہوتے ہیں۔ انھیں سردخانوں میں محفوظ کر کے کئی مہینوں تک اسی حالت میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ فصل کے کئی مہینے بعد تک خریدے جاسکتے ہیں۔

موسمِ بہار میں مارچ کے اختتام سے لے کر اپریل کے وسط تک درختوں پر پھول نکل آتے ہیں۔ مئی کے مہینے میں درخت شہتوت سے لد جاتے ہیں۔ اس کے بعد شاہ دانے کی باری آتی ہے۔ ابھی شہتوت اور شاہ دانہ ختم نہیں ہوتے کہ خوبانیاں پکنے لگتی ہیں۔ ساتھ ہی آڑو اور آلوچے بھی بازار میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ انگور ستمبر تک چلتے ہیں۔ کوئٹہ کے پھل پاکستان کے بڑے شہروں لاہور، کراچی، ملتان، حیدر آباد اور پشاور کے علاوہ دوسرے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بھی بھیجے جاتے ہیں۔ یہ پھل برآمد بھی کیے جاتے ہیں اور ان سے کثیر زرِ مبادلہ کمایا جاتا ہے۔

کوئٹہ میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ کھیتوں کو زیادہ تر 'کاریز' کے ذریعے سے سیراب کیا جاتا ہے۔ ندّی سے کھود کر بنائی گئی پانی کی نالی کو، جس کے ذریعے سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے، 'کاریز' کہتے ہیں۔

کوئٹہ کے علاوہ بلوچستان کے دوسرے مشہور شہروں میں چمن، سبّی، ژوب، لورالائی، خضدار اور پہاڑی مقام زیارت شامل ہیں۔ زیارت ایسی پُر فضا جگہ ہے جسے بانیٔ پاکستان قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے بھی بہت پسند کیا تھا۔ یہ جگہ اپنی خوب صورتی کے لحاظ سے مری، نتھیا گلی، کاغان اور سوات کی وادیوں سے کسی طور بھی کم نہیں ہے۔ یہاں پر قائدِاعظم محمد علی جناحؒ کی وہ خوب صورت، دل کش اور تاریخی رہائش گاہ ہے جہاں اُنھوں نے متعدد بار قیام کیا اور زندگی کے آخری ایام گزارے۔ اب یہ رہائش گاہ قومی یادگار کے طور پر محفوظ کر لی گئی ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے:

i- بلوچستان کے لوگ کون کون سے مویشی پالتے ہیں؟

ii- بلوچستان کی آب و ہوا کیسی ہے؟

iii- کوئٹہ کا پرانا نام کیا تھا؟

iv- کوئٹہ کی مشہور خوب صورت وادی کا نام لکھیے۔

v- کوئٹہ میں کون کون سے پھل پائے جاتے ہیں؟

vi- کاریز کسے کہتے ہیں؟

vii- کوئٹہ کے پھل پاکستان کے کون سے مشہور شہروں میں بھیجے جاتے ہیں؟

viii- بلوچستان کے چھوٹے شہر کون کون سے ہیں؟

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ.................. ہے۔

ii- آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے چھوٹا صوبہ.................. ہے۔

iii- سیندک کے پہاڑوں سے.................. نکالا جاتا ہے۔

iv- ایشیا کا دوسرا بڑا.................. کا جنگل بلوچستان میں ہے۔

v- بلوچستان کا صدر مقام.................. ہے۔

۳۔ ہر سوال کے نیچے چار جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے ایک درست ہے۔ اس پر (✓) کا نشان لگائیے۔

ا۔ سیندک کے پہاڑوں سے نکالا جاتا ہے۔

(i) پیتل (ii) چاندی (iii) سونا (iv) تانبا

ب۔ کوئٹہ کے قدیم لوگ تھے۔

(i) کوچوان (ii) گلّہ بان (iii) گاڑی بان (iv) شُتر بان

ج۔ زیارت کا مقام ہے۔

(i) پُرفضا (ii) گرم (iii) سرد (iv) معتدل

د۔ بلوچستان میں ایشیا کا دوسرا بڑا جنگل ہے

(i) کیکر کا (ii) سفیدے کا (iii) صنوبر کا (iv) شیشم کا

ہ۔ صوبہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا صوبہ ہے

(i) سب سے بڑا (ii) سب سے چھوٹا (iii) درمیانہ (iv) لمبا

۴۔ ذیل میں تین خانے الف، ب اور ج بنائے گئے ہیں۔ خانہ الف اور خانہ ب میں کچھ الفاظ دیے گئے ہیں جن کا آپس میں تعلق ہے، انھیں خانہ ج میں لکھیے۔ جیسے صنوبر۔ جنگل

الف	ب	ج
کوئٹہ	جنگل	
زیارت	۱۹۳۵ء	
زلزلہ	پھل	
صنوبر	قائداعظمؒ	
باغات	صدر مقام	

۵۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لغت میں تلاش کیجیے اور انھیں اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

قومی یادگار، سوغات، گلہ بان

۶۔ واحد کے جمع لکھیے۔

کھنڈر۔ مکان۔ منظر۔ زبان۔ عمارت۔ باغ

۷۔ مذکر مونث لکھیے۔

بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ اونٹ

۸۔ مترادف لکھیے۔

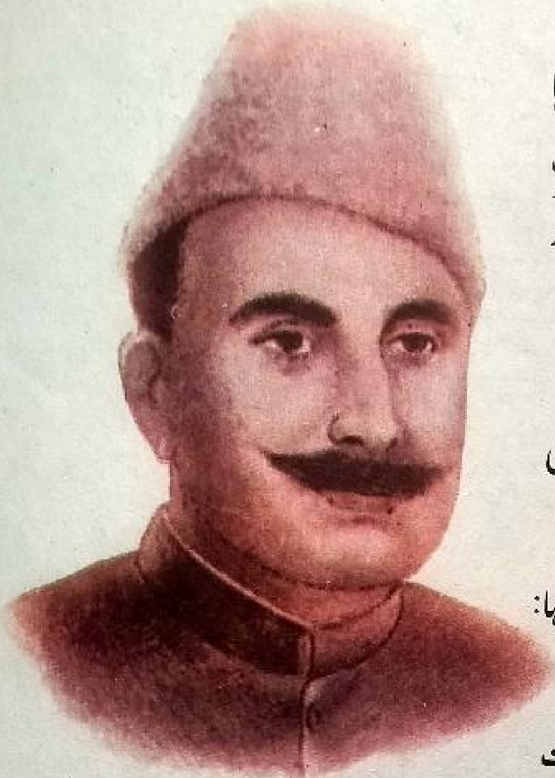
کھنڈر۔ کوہ۔ باغ

۹۔ اس سبق میں آپ نے کوئٹہ کے پھلوں کے بارے میں پڑھا ہے آپ ایسے پھلوں کی فہرست تیار کیجیے جو ہمارے علاقے میں ملتے ہیں لیکن کوئٹہ میں نہیں ملتے۔

۱۰۔ اعراب لگا کر درست تلفظ واضح کیجیے۔

محفوظ۔ صنوبر۔ بنجر۔ علاقہ۔ سلسلہ۔ چلتن۔ سوغات۔ منظر۔ پرفضا۔ متعدد

سردار عبدالرب نشترؒ



صبح کا وقت ہے۔ پنجاب کا گورنر لان میں چہل قدمی کر رہا ہے۔ سرکاری گاڑی کا ڈرائیور نیچی نظر کیے قریب آ کر ایک طرف خاموش کھڑا ہوگیا ہے۔ گورنر نے ایک نظر رُک کر اُسے دیکھا اور پوچھا:

''کہو کیا بات ہے؟''

''حضور! بڑے صاحب کالج جانے کے لیے سرکاری گاڑی کا کہ رہے ہیں۔''

گورنر نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور ڈرائیور سے کہا:

''اسے یہاں بھیج دو۔''

ڈرائیور کے جانے کے کچھ ہی دیر بعد ایک خوب صورت نوجوان جو شکل و صورت میں گورنر سے بہت ملتا جلتا ہے، حاضر ہوگیا۔ گورنر نے ٹہلنا بند کر کے نوجوان سے پوچھا:

''تمھاری سائیکل کہاں گئی، جس پر تم کالج آتے جاتے تھے۔''

نوجوان نے ادب سے سر جُھکا کر کہا: ''ابّا جان! خدا کے فضل سے اب آپ ایک بڑے صوبے کے گورنر ہیں۔ کیا میں اب بھی سائیکل پر کالج جاؤں؟''

گورنر نے بڑی شفقت سے کہا: ''بیٹا! سائیکل تمھاری اپنی ہے، تمھارے باپ کی حلال کمائی سے خریدی ہوئی اور یہ گاڑی سرکاری ہے، تمھارے باپ کے پاس تمھاری قوم کی امانت۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تم ایک ایسے باپ کے بیٹے کہلاؤ جو قوم کی امانت میں خیانت کرتا ہے!''

نوجوان نے کہا: ''ابّا جان! آپ کا شکریہ۔ مجھے پہلے بھی آپ کی ذات پر فخر رہا ہے، آج اس میں اور اِضافہ ہوگیا ہے!''

پنجاب کے یہ درویش صفت گورنر سردار عبدالرّب نشتر تھے۔ آپ ۱۸۹۹ء میں پشاور کے ایک معزز تعلیم یافتہ دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ماں باپ نے نام عبدالرّب رکھا، ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کی۔ بی اے کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ کالج کے زمانے میں شعروشاعری کا شوق ہوا تو اپنے لیے "نشتر" تخلص پسند کیا جو نام کا جزو بن کر رہ گیا۔ قوم پورے احترام اور خلوص سے اُنھیں سردار عبدالرّب نشتر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

۱۹۲۳ء میں آپ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ چلے گئے۔ تعلیم کی تکمیل پر پشاور آئے اور وکالت شروع کر دی۔ اپنے پیشے سے لگن اور خلوص کی وجہ سے بہت جلد آپ کا شُمار پشاور کے ممتاز وکیلوں میں ہونے لگا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر کے لوگ انگریزی راج کے خلاف تحریک چلا رہے تھے اور وطن کی آزادی کا مُطالبہ کر رہے تھے۔ اُس وقت صوبہ سرحد میں کانگریس کا بڑا اثر تھا۔ چنانچہ آپ بھی وطن کی آزادی کی خاطر اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ جب کانگریس نے بدیشی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے حکومت کے خلاف تحریک شروع کی تو آپ نے بھی اپنے وطن کی آزادی کی خاطر کانگریس کا بھرپور ساتھ دیا۔ انگریز حکومت نے آپ کو نو ماہ کے لیے جیل بھیج دیا لیکن جیل نے آپ کے جوش اور ولولے کو کم کرنے کے بجائے اور بڑھا دیا۔ آپ آزاد ہوئے تو اور بڑھ چڑھ کر تحریکِ آزادی کے لیے کام کرنے لگے۔

۱۹۳۷ء میں آپ نے کانگریس کو چھوڑ دیا اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر مسلمانوں کی بھلائی کے لیے اور بھی زیادہ جوش اور جذبے سے کام کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنے خلوص اور صلاحیتوں سے بہت جلد مسلم لیگ میں جگہ بنا لی اور قائدِاعظمؒ کے بااعتماد ساتھیوں میں شمار ہونے لگے۔ قائدِاعظمؒ کو آپ پر اس قدر بھروسا تھا کہ وہ اہم مشوروں میں آپ کو شامل رکھتے تھے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان وجود میں آ گیا تو قائدِاعظمؒ آزاد ملک پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے اور سردار عبدالرّب نشتر دستور ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ مِل کر اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پاس کروائی جو آج بھی آئینِ پاکستان کا حصّہ ہے۔

سردار عبدالرّب نشتر ۱۹۴۸ء میں پنجاب کے گورنر بنے تو آپ نے گورنر ہاؤس کے دروازے عوام کے لیے کھول دیے۔ اس طرح ایک عام شہری کو بھی بلا کسی روک ٹوک گورنر تک پہنچنے کی اِجازت تھی۔ آپ عوام کی شکایت خود سنتے اور موقع پر فیصلہ فرما دیتے۔ لوگ آج بھی آپ کے مثالی دور کو یاد کرتے ہیں تو دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔

سردار عبدالرّب نشتر کو اردو زبان سے بہت محبت تھی۔ آپ کی گورنری کے دور میں پنجاب حکومت کا بجٹ پہلی بار اردو زبان میں پیش ہُوا۔ آپ نے اردو زبان کی ترقی کے لیے مقدور بھر کوشش کی۔

ملک و قوم کا یہ مخلص رہبر ۱۴ فروری ۱۹۵۸ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا اور آج مزارِ قائد کے احاطہ میں لیاقت علی خانؒ، محترمہ فاطمہ جناحؒ اور نور الامینؒ کے قریب آسودہ خاک ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

ا۔ سردار عبدالرّب نشتر کہاں پیدا ہوئے؟

ب۔ سردار عبدالرّب نشتر نے قانونی تعلیم کہاں حاصل کی؟

ج۔ عبدالرّب نشتر پنجاب کے گورنر کب بنے؟

د۔ عبدالرّب نشتر کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

ہ۔ اردو زبان کے لیے عبدالرّب نشتر کی خدمات کی کوئی مثال بتائیے۔

۲۔ سائیکل ایک عوامی سواری ہے۔ اس کے علاوہ سواری کے کون کون سے ذریعے ہیں؟

۳۔ واحد جمع لکھیے۔

صلاحیتوں۔ ساتھیوں۔ فیصلہ۔ رہنما۔ کارکن

۴۔ درج ذیل الفاظ کو حروفِ تہجّی کے اعتبار سے ترتیب دیجیے۔

قانون۔ معاملات۔ جنگ۔ صوبہ۔ کانگریس

۵۔ درج ذیل سوالات کے جوابات کے لیے اساتذہ کرام سے مدد لیں۔

(i) تحریک پاکستان کے مشہور کارکنوں کی تصویریں اپنی کاپی میں چسپاں کیجیے۔

(ii) پاکستان کے تمام صوبوں کے نام اور ان کے صدر مقام مختصر تعارف کے ساتھ چارٹ کی شکل میں کلاس میں سجائیے۔

عقل مند بُوڑھا

ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ کسی زمانے میں اس ملک پر ایک بہت ہی عادل بادشاہ 'نوشیرواں' حکومت کرتا تھا۔ وہ اپنے انصاف کی بدولت آج بھی ''نوشیرواں عادل'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نوشیرواں اوراس کے چند مصاحب محل سے شکار کی غرض سے نکلے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک بوڑھا آدمی کسی قدر محنت مشقت سے کھجور کا ایک پودا لگا رہا تھا۔ بادشاہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ کچھ دیر اسے کام کرتے دیکھتا رہا۔ پھر وہ اس کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا:

بابا جی! آپ جانتے ہیں کہ یہ پودا کتنے برس بعد پھل دے گا۔

بوڑھا: جی حضور! یہ پودا کئی برس میں جا کر درخت بنے گا۔ اس کے بعد ہی اس میں پھل لگے گا۔

نوشیرواں: کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ اس کا پھل کھا سکیں گے۔

بوڑھا: نہیں، شاید میں کل تک بھی زندہ نہ رہوں۔

نوشیرواں: پھر آپ اتنی مشقت سے یہ پودا کیوں لگا رہے ہیں؟

بوڑھا: بادشاہ سلامت! میں یہ پودا اپنے لیے نہیں لگا رہا بلکہ دوسروں کے لیے لگا رہا ہوں۔

نوشیرواں: کس لیے؟

بوڑھا: حضور! مجھ سے پہلے لوگوں نے باغات لگائے، جن کے پھل میں نے کھائے۔ اَب میں یہ پودا لگا رہا ہوں تا کہ میرے لگائے ہوئے پودے کا پھل دوسرے لوگ کھائیں۔

نوشیرواں، بوڑھے کے اس جذبے سے بہت خوش ہوا۔ اُس نے اپنے خزانچی کو حکم دیا کہ بوڑھے باغبان کو ایک ہزار اشرفی انعام میں دی جائے۔ بوڑھے نے بادشاہ سے اشرفیاں لے کر کہا:

''بادشاہ سلامت دیکھا آپ نے! میرا پودا پھل دینے لگا''۔ بادشاہ اس کی حاضر دماغی سے اور بھی خوش ہوا اور اُسے مزید ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دے دیں۔ بوڑھے نے یہ اشرفیاں بھی خوشی سے قبول کر لیں اور شکریہ کے طور پر کہا:

''حضور دیکھا آپ نے! کھجور کا پودا سال میں صرف ایک بار پھل دیتا ہے مگر میرا پودا ایسا ثمر دار نکلا کہ اس نے آپ کے طفیل دو بار پھل دے دیا۔'' بادشاہ یہ سن کر اور بھی خوش ہوا اور اس نے تیسری بار پھر ایک ہزار اشرفیاں

بوڑھے کو انعام میں دے دیں۔ بوڑھا ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بادشاہ کے خزانچی نے عرض کیا:

''بادشاہ سلامت! یہ بوڑھا ضرورت سے زیادہ ہوشیار لگتا ہے، یہ تو اشرفیاں اسی طرح باتیں بنا بنا کر لے لے گا۔''

بادشاہ خزانچی کی طرف دیکھ کر مُسکرایا اور بوڑھے کو سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ بوڑھا باغبان بھی مُسکرا کر اپنے پودے کی دیکھ بھال میں لگ گیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

مشق

سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ بوڑھا آدمی کیا کام کر رہا تھا؟

۲۔ بادشاہ نے بوڑھے کو کیوں انعام دیا؟

۳۔ دوسروں کا بھلا سوچنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۴۔ کیا آپ نے کبھی دوسروں سے کسی قسم کی بھلائی کی ہے؟ مختصر لکھ کر دکھائیے۔

۵۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

یہ شعر ہمارے قومی شاعر علامہ اقبالؒ کا ہے۔ ان کی نظم ''ہمدردی'' پڑھیں اور اُس کو کہانی کی صورت میں لکھیں۔

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معانی واضح ہو جائیں:

ہمسایہ۔ عادل۔ مصاحب۔ مشقت۔ جذبہ

حضرت امام جعفر صادقؒ

حضرت امام جعفر صادقؒ حضرت امام باقرؒ کے بیٹے اور امام زین العابدینؒ کے پوتے ہیں۔ آپ ۲۴ مئی ۶۹۹ء کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت امام باقرؒ، دادا امام زین العابدینؒ اور نانا حضرت قاسمؒ سے حاصل کی۔ یہ سب ہستیاں اپنے وقت کی مشہور عالم اور بزرگ ہستیاں تھیں۔ آپ کی والدہ اُمِ فروا اپنے وقت کی صاحبِ علم خاتون تھیں، اُن کی تربیت کا آپ پر اس قدر گہرا اثر تھا کہ لوگ اکثر آپ کو والدہ کی کنیت "ابن المکرمہ" سے بلاتے تھے۔

آپ کو اپنے زمانے کے متعدد مروّجہ علوم میں مہارت حاصل تھی۔ مشہور کیمیادان جابر بن حیان کو مؤرخین نے آپ کا شاگرد بتایا ہے۔ آپ کی اصل شہرت زہد و تقویٰ ہے۔ آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں نیکی کی تبلیغ اور تقویٰ کی ترویج میں صرف کیں۔ آپ سارا وقت عبادت الٰہی اور خدمت خلق میں بسر کرتے۔ آپ نے عملی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا اور نہ ہی آپ حُکام سے اُلجھنا پسند فرماتے تھے۔

آپ کی حیات طیبہ کے اوصاف میں مہمان نوازی کو بڑا دخل حاصل ہے۔ خوب خیرات کرتے۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک فرماتے۔ اپنی عبادات سے فارغ ہو کر غریبوں اور مسکینوں کی خبر گیری فرماتے۔ رات کا کچھ حصہ گزرتا تو آپ اپنے ساتھ کھانا اور درہم لے کر مدینہ کے حاجت مند لوگوں کے دروازوں پر جاتے اور یہ چیزیں ان میں چُپکے سے بانٹ دیتے۔ لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ کون سخی ان کو نواز رہا ہے۔ جب آپ وفات پا گئے تو لوگوں کا یہ وسیلہ ٹوٹ گیا۔ تب انھوں نے جانا کہ ان کی خبر گیری کرنے والے امام جعفر صادقؒ تھے۔

امام جعفر صادقؒ عفو و درگزر اور عظمت و بزرگی میں بھی بے مثال تھے۔ وہ اپنے خدمت گزاروں کے ساتھ بھی مہربانی سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک غلام کو کسی کام کے لیے بھیجا، وہ دیر تک واپس نہ آیا تو آپ اس کی تلاش میں خود نکلے۔ غلام تھک کر ایک جگہ سویا ہوا تھا۔ گرمی پڑ رہی تھی۔ آپ اُس غلام کے پاس زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں سے اسے ہوا کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد جب غلام جاگا تو وہ آپ کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا "رات دن سوتے ہو۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ رات تمھاری ہو اور دن ہمارا۔"

آپ اپنے ہاتھ سے محنت کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سخت گرمی میں اپنے ہاتھ میں بیلچہ لیے ہوئے

کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے کہ آپ کے ایک عقیدت مند کا گُزر وہاں سے ہوا۔ اس نے بڑھ کر عرض کی ''آقا! میں آپ پر قربان جاؤں۔ لائیں میں آپ کا کام کردوں۔'' آپ نے بڑی محبت سے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ اپنی روزی کے لیے سورج کی شدّت خود برداشت کروں۔

آپ دلیر اور نڈر تھے۔ حق بات کہنے میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ایک دفعہ منصور بادشاہ نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا، آپ تشریف لائے۔ منصور نے آپ کو اپنے تخت پر جگہ دی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ''اے منصور صبر اور بردباری اختیار کر۔ اس لیے کہ بردباری علم و دانش کی سیر ہے۔ قدرت اور طاقت کے وقت اپنے اُمور کی لگام اپنے ہاتھ میں رکھ۔'' منصور آپ کی نصیحت سے بہت متاثر ہوا اور بڑی عزّت کے ساتھ آپ کو دربار سے رُخصت کیا۔

امام جعفر صادقؒ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ مدینہ منورہ میں بسر کیا۔ آپ نے ۷۶۵ء میں وفات پائی اور اپنے بزرگوں، امام حسنؓ، امام باقرؒ اور امام زین العابدینؒ کے قریب دفن ہوئے۔ آپؒ کا فرمان ہے ''جو شخص کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرتا ہے، خداوند عالم اُس سے خوش ہوتا ہے۔''

مشق

مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کب پیدا ہوئے؟

۲۔ آپ کی والدہ کا کیا نام ہے؟

۳۔ آپ کو لوگ اکثر کس کنیت سے پکارتے تھے؟

۴۔ جابر بن حیان کون تھا؟

۵۔ آپ کی اصل شہرت کس وجہ سے تھی؟

۶۔ خالی جگہ پُر کریں:

(الف) حضرت امام جعفر صادقؒ .... میں پیدا ہوئے۔

(ب) آپ کی والدہ حضرت .... اپنے وقت کی صاحبِ علم خاتون تھیں۔

(ج) آپ کو اپنے زمانے کے متعدد .... علوم میں مہارت حاصل تھی۔

(د) آپ نے عملی .... میں کبھی حصّہ نہیں لیا۔

(ہ) آپ نے فرمایا اے منصور صبر اور .... اختیار کر۔

۷۔ درج ذیل الفاظ و مرکّبات کو بامعنی جملوں میں استعمال کریں۔

صاحبِ علم۔ تربیت۔ کنیت۔ مروّجہ۔ زہد و تقویٰ

۸۔ اعراب لگا کر درست تلفظ ادا کریں:

بزرگ۔ ابن المکرمہ۔ طیبہ۔ شدت۔ برداشت

حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عثمان غنیؓ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور خاندان بنواُمیہ سے تھا۔ قریش کی طرح آپ کا پیشہ بھی تجارت تھا۔ آپ اپنی محنت، صداقت اور اُصول پسندی کی بدولت مکّہ کے مشہورترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی دولت کو ہمیشہ نیکی کے کاموں میں خرچ کیا۔ اسی لیے آپ کو غنی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اگرچہ آپ مکّہ کے ایک معزز شخص تھے اور خاندان کے اعتبار سے بھی کسی سے کم نہ تھے لیکن جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے اپنے گھر والے ہی آپ کے دشمن بن گئے۔ آپ کے چچا آپ کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سُلوک کرتے تاکہ آپ تنگ آکر اسلام سے دست بردار ہو جائیں۔ آپ نے ہر مصیبت کا صبر اور شکر کے ساتھ مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ حضورؐ کے فرمان کے مطابق حبشہ کو ہجرت فرما گئے۔ آپ کے ہم راہ حضورؐ کی صاحب زادی حضرت رقیہؓ بھی تھیں۔ حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کے ایمان لاتے ہی اپنی پیاری بیٹی حضرت رقیہؓ اُن کے نکاح میں دے دی تھیں۔ آپ حضرت رقیہؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضورؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِ کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اسی نسبت سے آپ ذوالنّورین کے پیارے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ''دو نوروں والا''

حضورؐ نے جب مکّے سے ہجرت فرما کر مدینے کو اپنا مسکن بنایا تو مکّے سے بہت سے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ چونکہ یہ لوگ کافروں سے چُھپ کر یہاں آئے تھے اس لیے اپنے ساتھ کوئی مال و دولت نہ لا سکے۔ جس کے سبب مسلمانوں کی ابتدائی مدنی زندگی بڑی مشکلوں اور آزمائشوں کا مُرقّع بنی رہی۔ مدینہ میں پینے کے پانی کی قِلت تھی۔ ایک یہودی کنویں کا مالک تھا مگر وہ اس قدر سنگ دل تھا کہ مسلمانوں کو کسی قیمت پر بھی پانی نہیں دیتا تھا۔ مسلمانوں کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے ایک روز حضورؐ نے مسجدِ نبوی میں اعلان فرمایا کہ کون ہے جو اس کنویں کو خرید کر راہِ خدا میں وقف کر کے اپنے لیے جنّت میں گھر بناتا ہے۔

مسلمانوں کی مالی حالت کچھ زیادہ اچھی نہ تھی۔ اس لیے کوئی بھی اس اعلان پر لبیک نہ کہ سکا۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنیؓ چپکے سے مجلس سے اُٹھے اور یہودی کے پاس پہنچ گئے۔ اُن کا مدعا سُن کر یہودی سخت غضب ناک

ہُوا اور کسی بھی قیمت پر کنواں بیچنے پر راضی نہ ہوا۔ آپ نے بڑی نرمی سے کہا کہ چلو سارا کنواں نہ بیچو آدھا بیچ دو۔

یہودی نے پوچھا کہ آدھا کنواں کیسے بیچا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن تم پانی بیچو اور ایک دن میں۔ اس طرح آدھا کنواں تمھارا اور آدھا میرا ہو جائے گا۔ یہودی اس تجویز پر خوش ہو گیا اور منہ مانگی قیمت پر آدھا حق حضرت عثمانؓ کے ہاتھ بیچ دیا۔ آپ اُسی وقت حضورؐ کی مجلس میں تشریف لائے اور اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی بیئرِ رومہ سے پانی بھرنا چاہے مفت حاصل کرسکتا ہے۔ آپ کے اس اعلان پر حضورؐ بہت خوش ہوئے۔ لوگ بلا امتیاز مذہب و مِلّت کنویں سے پانی بھرنے لگے۔

دوسرے دن جب یہودی کی باری آئی تو کوئی بھی پانی خریدنے نہ آیا۔ اس طرح جب کئی روز گزر گئے اور یہودی سے کسی نے بھی پانی نہ خریدا تو اس نے آدھا کنواں بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ بیچ دیا۔ آپؓ نے کنواں اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔

حضورؐ کو ایک بار خبر ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ عام مسلمان کی حالت ابھی تک کچھ زیادہ اچھی نہ تھی۔ آپؐ نے جہاد کا اعلان فرمایا تو ساتھ ہی اہلِ ثروت مسلمانوں کو مالی امداد کی ترغیب بھی دی۔ مال دار صحابہ نے اس وقت دل کھول کر چندہ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اکیلے دس ہزار سے زیادہ فوج کے لیے جنگی سامان مہیا کیا۔ اس کے لیے ایک ہزار اُونٹ، ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد چندہ دیا۔ حضورؐ نے یہ ایثار دیکھ کر فرمایا: "آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اُس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔"

اسی طرح ایک مرتبہ مدینہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ دانے دانے کو ترس کر رہ گئے۔ انھی دنوں حضرت عثمانؓ کا تجارتی قافلہ آ گیا، اس میں غلّے سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹ تھے۔ تاجر لوگ آپ کے پاس آئے۔ وہ چاہتے تھے کہ سارا غلّہ آپ سے خرید کر اپنے من پسند منافع کے ساتھ لوگوں کو بیچیں، لیکن آپؓ نے کسی بھی قیمت پر ان کے ہاتھ غلّہ بیچنے سے انکار کر دیا۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ آخر آپؓ اس قدر منافع کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ آپؓ نے ان سے فرمایا کہ میں یہ غلّہ اس کے ہاتھ بیچ چکا ہوں جو مجھے دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ منافع دے رہا ہے۔ تاجروں نے خاموشی اختیار کر لی۔

آپؓ نے اعلان فرما دیا کہ مدینے کے تمام حاجت مند لوگ اپنی ضرورت کے مطابق غلّہ مفت لے جائیں، لوگوں نے آپ کی اس قربانی سے اس قدر فیض پایا کہ ان کی تنگی دُور ہو گئی۔ دراصل آپ دنیا کے مقابلے میں آخرت

کے منافع کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ کیوں کہ آپ کا ایمان تھا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ دس گنا سے بھی زیادہ نفع دیتا ہے۔

آپؓ کے زمانۂ خلافت میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ مسجدِ نبوی میں نمازیوں کی تعداد اس قدر ہو جاتی کہ حضورؐ کے زمانہ کی بنائی ہوئی مسجد کم پڑنے لگی۔ آپؓ نے لوگوں کے مشورے سے مسجد میں توسیع فرمائی اور سارا خرچ اپنی جیب سے ادا کیا۔ آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال سے کبھی تنخواہ نہیں لی بلکہ جب بھی لوگوں کو کوئی حاجت پیش آتی تو آپ اپنے ذاتی مال سے ان کی امداد فرماتے۔ اللہ نے آپؓ کے مال میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ اس قدر مال دار ہونے کے باوجود آپؓ کی ذاتی زندگی بڑی سادہ اور پاکیزہ تھی۔ معمولی لباس پہنتے اور سادہ غذا کھاتے۔ آپؓ کثرت سے تلاوت فرماتے اور اکثر روزے رکھتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

مشق

سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

۱۔ حضرت عثمانؓ قریش کے کس خاندان سے تھے؟ بنو اُمیہ

۲۔ آپؓ کو غنی کے لقب سے کیوں پکارا جاتا ہے؟ Marked

۳۔ آپؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟ Marked

۴۔ بیرِ رومہ کا واقعہ لکھیے۔ Marked

۵۔ ''آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اُس کو نقصان نہ پہنچائے گا'' یہ بات حضورؐ نے کس موقع پر فرمائی۔ Marked

۶۔ آپ نے تاجروں کو غلہ کیوں نہ بیچا؟ Marked

۷۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لغات میں تلاش کر کے کاپی میں لکھیں۔

صداقت۔ غنی۔ دست بردار۔ ہجرت۔ نسبت۔ بیرٔ۔ غضب ناک

۸۔ حضرت عثمانؓ کی سیرت کا کوئی اور واقعہ لکھ کر دکھائیں۔

زیارت

کاغان یا زیارت، نتھیا گلی کا منظر
لاہور تا کراچی، کشمیر اور خیبر
ہر اک قدم پہ جنت میرے حسیں چمن میں
دنیا کی ہر سہولت میرے حسیں وطن میں

ان اشعار میں شاعر نے پاکستان کے چند مشہور مقامات کا نام لے کر اپنے وطن سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ اس کا خوب صورت ملک دنیا کی ہر سہولت سے ایسے آراستہ ہے جیسے ہر قدم پر کوئی جنت سجی ہوئی ہو۔ آج ہم آپ کو پیارے وطن پاکستان کے ایک خوب صورت صحت افزا مقام "زیارت" کی سیر کرواتے ہیں۔

زیارت کا اصل نام "کوشکی" تھا۔ اللہ کے ایک نیک بندے بابا خرواریؒ یہاں آ کر رہے تو لوگ دُور دراز مقامات سے ان کی زیارت کے لیے آنے لگے اور پھر "کوشکی" کا نام "زیارت" پڑ گیا۔ اور اب یہ اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ خوب صورت وادی سطح سمندر سے ۸۲۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور قریب قریب ۶۰ کلومیٹر رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں براعظم ایشیا کا دوسرا بڑا صنوبر کا جنگل ہے جس میں دو ہزار سال پرانے صنوبر کے درخت موجود ہیں۔ صنوبر کے جنگلوں کے علاوہ یہاں چیری، سیب، انگور اور دوسرے پھلوں کے بھی بے شمار باغات ہیں جن سے بہترین قسم کا پھل حاصل ہوتا ہے۔

جب سیاح اس حسین وادی میں قدم رکھتے ہیں تو ہر ہر قدم پر ایسا دل کش اور پُر فضا ماحول اُن کا استقبال کرتا دکھائی دیتا ہے جیسے وہ واقعی جنتِ ارضی میں آ گئے ہوں۔ ادھر خوبانیاں اپنی بہار دکھا رہی ہیں تو ادھر سیبوں کے باغات دامنِ دل کھینچتے نظر آتے ہیں۔ یہ خطہ ایسا فیاض اور مہمان نواز ہے کہ آپ سڑک کے کنارے اپنی گاڑی کھڑی کر کے پھلوں سے لذت پائیں اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشموں سے پیاس بجھائیں۔

برصغیر پر انگریز قابض تھے تو اس قصبے میں کسی مقامی آدمی کو رہنے کی اجازت نہ تھی۔ یہاں تک کہ جو مقامی لوگ اُنھوں نے اپنی ذاتی خدمت کے لیے رکھے ہوئے تھے وہ بھی یہاں نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ خدمت سرانجام دیتے اور اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اب یہ وادی ہر ایک کے لیے اپنی خوب صورتی وا کیے ہوئے ہے۔

آپ کو یہ بات تو معلوم ہی ہوگی کہ قائداعظمؒ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں یہاں قیام کیا تھا۔ پاکستان کے لیے اُنھوں نے دن رات بہت محنت کی تھی جس کی وجہ سے ان کی صحت خراب ہوگئی۔ ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو آرام اور علاج کے لیے یہاں تشریف لائے۔ آپ کی پیاری بہن مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناحؒ آپ کے ساتھ مقیم رہیں۔

قائداعظمؒ نے جس عمارت میں اپنے آخری ایّام بسر کیے تھے اُس کو قومی یادگار بنا دیا گیا ہے۔ یہ دو منزلہ رہائشی عمارت ہے جس میں لکڑی کا کام انتہائی خوب صورتی سے کیا گیا ہے۔ قائداعظمؒ کے ذاتی استعمال کی چیزیں اور دوسرا گھریلو سامان محفوظ کرلیا گیا ہے۔

زیارت نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی ایک معروف مقام ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں کے لوگ سیر و تفریح کے لیے یہاں آتے ہیں۔ زیارت ضلعی ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ اس اعتبار سے محکمہ سیّاحت اور صوبائی حکومت کو اس کی مزید ترقّی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ یہاں ہسپتال، کالج، یونیورسٹی کے علاوہ ایسی دیگر سہولتیں ہونی چاہییں جو سیّاحوں کے لیے کشش کا باعث ہوں۔ اس وادی کا گوشہ گوشہ زبانِ حال سے کہتا دکھائی دیتا ہے:

"تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

مشق

۱۔ سوالوں کے مختصر جوابات لکھیے۔

(i) زیارت سطحِ سمندر سے کتنی بلندی پر ہے؟ (ii) زیارت کا اصل نام کیا تھا، اسے زیارت کیوں کہتے ہیں؟

۲۔ ان الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

اظہار۔ آراستہ۔ صحت افزا۔ بے شمار۔ خدمت

۳۔ پاکستان کے صحت افزا مقامات میں سے چند ایک کے نام اپنی کاپی میں لکھ کر اُستاد کو دکھائیے۔

۴۔ آپ نے کسی پہاڑی مقام کی سیر کی ہے تو اس کا مختصر حال لکھیے۔

۵۔ جو الفاظ ایک جیسے وزن اور آواز والے ہوں ان کو ہم قافیہ کہتے ہیں۔ مثلاً رات۔ بات۔ سات آپ اپنی کاپی پر دس ہم قافیہ الفاظ لکھ کر استاد کو دکھائیے۔

۶۔ اگر کسی بچے نے کسی تاریخی مقام کی سیر کی ہے تو اپنے مشاہدات جماعت میں بیان کرے۔

ایک مکڑا اور مکھی

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا   اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمھارا

لیکن مری کُٹیا کی نہ جاگی کبھی قِسمت   بُھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

غیروں سے نہ مِلیے تو کوئی بات نہیں ہے   اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

آؤ جو مِرے گھر میں تو عزّت ہے یہ میری   وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا

مکھّی نے سُنی بات جو مکڑے کی تو بولی   حضرت کسی نادان کو دیجے گا یہ دھوکا

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا ، پھر نہیں اُترا

مکڑے نے کہا : واہ ! فریبی مجھے سمجھیں   تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہو گا

منظور تمھاری مجھے خاطر تھی وگرنہ   کچھ فائدہ اپنا تو مِرا اس میں نہیں تھا

اُڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے   ٹھہرو جو مِرے گھر میں تو ہے اس میں بُرا کیا

اس گھر میں کئی تم کو دِکھانے کی ہیں چیزیں   باہر سے نظر آتا ہے چھوٹی سی یہ کُٹیا

لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے   دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا

مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے   ہر شخص کو ساماں یہ میسّر نہیں ہوتا

مکھی نے کہا : خیر ! یہ سب ٹھیک ہے لیکن   میں آپ کے گھر آؤں ، یہ اُمید نہ رکھنا

ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے !
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اُٹھ نہیں سکتا

مکڑے نے کہا دل میں، سُنی بات جو اس کی — پھانسوں اِسے کس طرح ، یہ کم بخت ہے دانا
سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں — دیکھو جسے دُنیا میں خوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اُس نے، بڑی بی! — اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رُتبا
ہوتی ہے اُسے آپ کی صورت سے محبت! — ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں — سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حُسن ، یہ پوشاک ، یہ خوبی ، یہ صفائی — پھر اس پہ قیامت ہے یہ اُڑتے ہوئے گانا
مکھی نے سُنی جب یہ خوشامد تو پسیجی — بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں — سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اُڑی اپنی جگہ سے — پاس آئی تو مکڑے نے اُچھل کر اُسے پکڑا

بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اُڑایا

(علامہ اقبالؒ)

مشق

۱۔ سوالوں کے جواب لکھیے۔

i- مکڑے کے گھر میں دکھانے کی کیا کیا چیزیں تھیں؟

ii- مکھی نے کس چیز سے بچنے کی دُعا کی؟

iii- مکڑے نے اپنے گھر کی کیا تعریف کی؟

iv- مکھی مکڑے کی کس چال میں آ گئی؟

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

غیروں سے نہ .... تو کوئی بات نہیں

منظور تمھاری مجھے .... تھی وگرنہ

ہر شخص کو ساماں یہ .... نہیں ہوتا

سو کام .... سے نکلتے ہیں جہاں میں

سچ یہ ہے کہ دل توڑنا .... نہیں ہوتا

۳۔ متضاد لکھیے۔

منظور، بارِیک، اُمّید، دانا، انکار۔

۴۔ یہ نظم مکالمے کی شکل میں پڑھیے۔

۵۔ اس نظم کو کہانی کی صورت میں لکھیے۔

۶۔ علامہ اقبالؒ کی کوئی اور نظم اپنی کاپی میں لکھیے۔

حکایات

(۱) کہتے ہیں نوشیرواں عادل کے ملازمین ایک دن شکارگاہ میں شکار کیے گئے جانور کے کباب بنانے لگے۔ نمک موجود نہ تھا۔ ایک غلام کو پاس کے گاؤں میں نمک لانے کے لیے بھیجا۔ نوشیروان نے کہا: نمک قیمت دے کر لانا تاکہ رسم نہ پڑ جائے اور گاؤں برباد نہ ہو جائے۔ کہا گیا اتنی سی بات سے کیا خلل واقع ہوگا؟ نوشیرواں نے کہا: دنیا میں ظلم کی بنیاد اوّل اوّل تھوڑی تھی پھر جو آیا اس نے اس پر کچھ بڑھایا۔ حتّٰی کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی۔

(۲) کسی نے دیکھا کہ ایک پریشان اور بدحواس لومڑی جنگل کی طرف بھاگی جا رہی ہے۔ پوچھا۔ بی لومڑی! خیر تو ہے، کیا ہوا جو اس قدر خوف زدہ نظر آ رہی ہو؟ لومڑی نے رُکے بغیر کہا: میاں شہر میں اُونٹ بیگار میں پکڑے جا رہے ہیں۔ بس اسی خوف سے جان چُھپاتی پھر رہی ہوں۔ کہنے والے نے بڑی حیرت سے کہا: لیکن تمھارا اونٹ سے کیا تعلق؟ لومڑی بولی: حاسدوں کا کیا بھروسا اگر کسی نے کہہ دیا کہ یہ بھی اونٹ کا بچّہ ہے تو میں تو ماری گئی۔

اُس ظریف نے کہا: دیکھو! کیا پکڑنے والوں کو پتا نہ چلے گا کہ تم اونٹ نہیں لومڑی ہو؟

لومڑی بولی: وہ تو ٹھیک ہے مگر جب تک اُن کو پتا چلے گا تب تک تو میری جان جاتی رہے گی۔

اس حکایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ احتیاط کا دامن تھام کر رکھنا چاہیے اور حاسدوں کے حسد سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۳) ایک جوہڑ میں مینڈکوں کا ایک خاندان رہتا تھا۔ وہ بڑے مزے سے اپنے دن گزار رہے تھے۔ انھیں کوئی غم نہ تھا۔ اُس جوہڑ میں دو بَیل اکٹھے پانی پینے آتے اور اپنی پیاس بُجھا کر چلے جاتے۔ ایک دن مینڈکوں نے دیکھا کہ صرف ایک بَیل پانی پینے آیا ہے۔ بزرگ مینڈک نے پوچھا: میاں بَیل! تمھارا ساتھی کیوں نہیں آیا، کیا بیمار ہے بھلا؟ بَیل نے بڑی نفرت اور حقارت سے جواب دیا: اُسے کچھ نہیں ہوا البتہ ہم دونوں میں لڑائی ہوگئی ہے۔ اس لیے میں اکیلا آیا ہوں۔ بَیل پانی پی کر چلا گیا تو بزرگ مینڈک نے اپنے بچّوں سے کہا: بچو! اس کنارے کو چھوڑ دو اور دوسرے کنارے پر ٹھکانہ کر لو۔ بچّوں نے پوچھا: بھلا کیوں؟ بزرگ مینڈک نے کہا: جہاں نا اتفاقی اور دشمنی جنم لے لے وہاں رہنا اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں۔ ایک نوجوان مینڈک بڑے غرور سے کہنے لگا: تم جانا چاہو تو شوق سے جاؤ۔ مَیں تو یہیں رہوں گا۔ بھلا بیلوں کی دشمنی کا ہم سے کیا تعلق۔

بزرگ مینڈک اپنے خاندان کو لے کر دوسرے کنارے پر چلا گیا اور ناسمجھ نوجوان مینڈک وہیں رہ گیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دونوں بَیل ایک ساتھ پانی پینے آ نکلے۔ ایک نے دوسرے کو نفرت اور غصّے سے دیکھا اور پھر دونوں آپس میں لڑنے لگے۔ نوجوان مینڈک مزے سے ان کی لڑائی دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک بَیل پیچھے ہٹتے ہوئے وہاں تک پہنچ گیا جہاں مینڈک بیٹھا تھا۔ مینڈک کو بھاگنے کی فرصت ہی نہ ملی اور بَیل کا پاؤں اس پر آ گیا۔ وہ بیچارا اُچھلا گیا۔ مرتے ہوئے اُسے اپنے بزرگ کی بات یاد آئی کہ لڑائی اور دشمنی کے مقام پر رہنا خطرناک ہوتا ہے۔

مشق

۱۔ ان سوالات کے جواب لکھیے۔

(الف) نوشیرواں نے ظلم کے بارے میں کیا کہا؟

(ب) لومڑی کیوں ڈر کر بھاگ رہی تھی؟

(ج) بڑوں کا کہنا نہ ماننے کا کیا نقصان ہوا؟

۲۔ اِن الفاظ کو جملوں میں اِس طرح استعمال کیجیے کہ اِن کا مفہوم واضح ہو جائے۔

بنیاد۔ پریشانی۔ خوف زدہ۔ بیگار۔ حاسد۔ حقارت

۳۔ اپنی پسند کی دو حکایات لکھ کر اُستاد کو دکھائیں۔

سچّا خواب

نورالدین زنگیؒ نہایت پاکباز، راست گو اور عبادت گزار مسلمان تھا۔ اسلام کی سربلندی اُس کی زندگی کا مقصد تھا۔ وہ ہر وقت رعایا کی فلاح و بہبود کے کاموں میں مصروف رہتا تھا۔ رات عبادت میں گُزارتا اور اکثر روزہ رکھتا۔ ایک رات اُس کو خواب میں حضُور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت ہوئی۔ اُس نے دیکھا کہ آپؐ دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں "نورالدین! یہ آدمی مجھے ستا رہے ہیں۔ ان کے شر کو روک"۔ نورالدینؒ نے یہ خواب دیکھا تو سخت مُضطرِب ہوا۔ اُٹھ کر وضو کیا، نوافل ادا کیے پھر سو گیا۔ تین مرتبہ یہی خواب دیکھا۔ بار بار استغفار کرتا اور رو رو کر کہتا کہ میرے آقاؐ کو میرے جیتے جی کوئی ستائے! یہ نہیں ہو سکتا۔ میری جان میرے آقاؐ پر نثار ہو۔ پھر فوراً اپنے وزیر جمال الدین اصفہانی کو طلب کیا اور سارا واقعہ اُسے سُنایا۔ وزیر نے کہا: آپ تاخیر نہ کریں اور فوراً مدینہ چلیں۔ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔

چنانچہ سلطان نورالدین وزیر، دو سو سپاہی اور بہت سامان ساتھ لے کر مدینے کے لیے روانہ ہُوا۔ مدینہ والے اُس کی اچانک آمد پر حیران ہوئے۔ امیرِ مدینہ نے تشریف آوری کی وجہ دریافت کی تو سلطان نے سارا واقعہ کہ سُنایا۔ امیرِ مدینہ نے سلطان سے کہا: اگر آپ اُن دو شخصوں کو پہچان لیں تو میں انعام و اِکرام دینے کے بہانے تمام اہلِ مدینہ کو آپ کے سامنے سے گزار دُوں۔ سلطان نے کہا: ہاں! میں ضرور ان لوگوں کو پہچان لوں گا۔ چنانچہ تمام مدینہ میں منادی کرا دی گئی کہ سلطان تمام اہلِ مدینہ کو انعام واکرام سے نوازنا چاہتے ہیں۔ ہر شخص سلطان کے حضور حاضر ہو کر اپنا انعام حاصل کرے۔

جو شخص انعام حاصل کرنے کے لیے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتا سلطان اُسے غور سے دیکھتا۔ مدینے کے سب لوگ آئے اور انعام واکرام لے کر چلے گئے۔ سلطان حیران تھا کہ جن لوگوں کی صورت مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی وہ نظر نہیں آئے۔ سلطان نے امیر مدینہ اور حاضرینِ دربار سے مُخاطب ہو کر کہا: کیا مدینے کا کوئی شخص انعام واکرام لینے سے رہ تو نہیں گیا؟ خُدّام نے عرض کی: بادشاہ سلامت! دو درویش ہیں جو انعام لینے نہیں آئے۔ وہ دونوں جنت البقیع میں پانی پلانے کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ سلطان نے حکم دیا: ان دونوں کو یہاں پیش کرو۔ جب دونوں حاضر ہوئے تو سلطان نے اُنھیں پہچان لیا کہ یہ وہی آدمی ہیں جو خواب میں مجھے دکھائے گئے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں کہاں رہتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ مبارک کے قریب ہی ایک مکان میں رہتے ہیں۔ سلطان نے ان کو وہیں چھوڑا اور چند لوگوں کے ساتھ ان کے

مکان پر جا پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں ایک قرآنِ پاک، چند دینی کتابیں اور کھانے پینے کا تھوڑا سا سامان پڑا تھا۔ سلطان نے اس کے مکان کا فرش ٹھونک بجا کر دیکھا۔ چٹائی کے نیچے ایک چوڑی سِل تھی، اسے ذرا سا سرکایا تو ایک سُرنگ نظر آئی جو حضور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ مبارک تک کھودی جا چکی تھی۔ سلطان اور اہلِ مدینہ ان لوگوں کی حرکت دیکھ کر حیران رہ گئے۔

سلطان نے غضب ناک لہجے میں ان سے پوچھا: سچ سچ بتاؤ اس ناپاک حرکت سے تمھارا کیا تعلق ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا: اے بادشاہ! ہم اپنی قوم کی طرف سے حضور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی لاش کو چُرانے پر مامور ہوئے ہیں۔ جب ہم لوگ یہاں آئے تو ہم نے حُبِّ رسول کا اظہار کیا۔ مدینہ والے ہماری بے پناہ عقیدت کو دیکھ کر بچھ گئے اور روضہ رسولؐ کے بالکل ساتھ ہمیں مکان دینے پر تیار ہو گئے۔ ہم نے چپکے چپکے روضہ مبارک کی طرف سُرنگ کھودنا شروع کر دی۔ رات بھر کھودتے اور صُبح چمڑے کے تھیلوں میں مٹی بھر کر جنّتُ البقیع میں ڈال آتے۔ دن کے وقت قبا کی زیارت گاہوں میں لوگوں کو پانی پلاتے۔ سال ہا سال کے بعد آج ہم روضہ مبارک کے قریب پہنچنے والے تھے۔

سلطان نے یہ سُن کر دونوں کی گردنیں اُڑا دیں۔ اِس کے بعد سلطان پر رِقّت طاری ہو گئی، وہ مدینے کی گلیوں میں روتا ہُوا گھومتا اور کہتا: زہے نصیب! کہ اس خدمت کے لیے حضور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ غلام کا اِنتخاب فرمایا۔

اس کے بعد سلطان نے حضور صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کُھدوا کر اس میں سیسہ بھر دیا تا کہ قیامت تک دوبارہ کوئی ایسی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔ اسلام کے اس نام ور فرزند نے ۵۶۹ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ جامعہ نور الدّین میں آپ کا مزار ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

ا۔ نور الدّین زنگیؒ نے اپنے خواب میں کس عظیم شخصیت کو دیکھا؟

ب۔ سلطان نے خواب میں جن دو آدمیوں کو دیکھا اُنھیں پکڑنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

ج۔ سلطان نے دونوں بدبختوں کو کیا سزا دی؟

د۔ سلطان نے حضورؐ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ مبارک کے گرد اگرد خندق کیوں کھدوائی؟

۲۔ ذیل میں دیے گئے ہر سوال کے نیچے چار جواب لکھے گئے ہیں۔ جو جواب درست ہے۔ اس پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(ا) نُور الدّین زنگیؒ نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی

i۔ تین بار ii۔ چار بار iii۔ پانچ بار iv۔ چھے بار

(ب) مدینہ کے لوگ سلطان کی اچانک آمد پر

i۔ خوش ہوئے ii۔ ناراض ہوئے iii۔ حیران ہوئے iv۔ پُر جوش ہوئے

(ج) جب کوئی شخص انعام حاصل کرنے کے لیے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو سلطان اسے

i۔ غور سے دیکھتا ii۔ دیکھ کر خوش ہوتا iii۔ دیکھ کر حیران ہوتا iv۔ دیکھ کر نا خوش ہوتا

(د) سلطان نے دونوں بدبختوں کو سزا دی

i۔ پھانسی دے کر ii۔ کوڑے مار کر iii۔ ڈنڈے مار کر iv۔ گردنیں تن سے جُدا کر کے

(ہ) سلطان نے حضوؐر کے روضہ مبارک کے گرد گہری خندق کُھدوا کر اُس کو بھر دیا

i۔ مٹی سے۔ ii۔ سیسے سے iii۔ لوہے سے iv۔ تانبے سے

۳۔ درج ذیل الفاظ اور محاورے کے معانی لغات میں تلاش کیجیے اور اِنھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

مہارت۔ شمشیر زنی۔ رقّت طاری ہونا۔ جسارت

۴۔ فعل وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا پایا جائے مثلاً احمد خط لکھتا ہے۔ اس جملے میں ''لکھتا ہے'' فعل ہے۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے پانچ جملے لکھیے۔

۵۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے تاکہ ان کا درست تلفّظ واضح ہو جائے۔

منادی۔ اشارہ۔ مضطرب۔ قبا

۶۔ درج ذیل الفاظ کا املا لکھیے۔

نیزہ بازی۔ رفاہِ عامہ۔ مضطرب۔ زیارت۔ روضہ مبارک

جمال الدّین۔ خُدّام۔ جنّتُ البقیع۔ وضع قطع

مکھّی اور مچھّر

(مکالمہ)

مچھر: مکھی خالہ! آداب!

مکھی: جیتے رہو میاں مچھر! تم اس وقت یہاں!

مچھر: بی خالہ! میں ذرا آپ کا شہر دیکھنے آیا ہوں۔

مکھی: مطلب۔ تم اس شہر کے نہیں ہو؟

مچھر: جی خالہ۔ مَیں تو گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ایک گدھا گاڑی گوڑے سے بھری اِدھر آ رہی تھی۔ بس مَیں اُس میں چُھپ کر آ گیا۔

مکھی: تبھی تو اتنے موٹے تازے ہو۔

مچھر: مہربانی ہے خالہ آپ کی۔

مکھی: مگر میاں تم لوگ تو راتوں کو باہر نکلتے ہو۔ ابھی شام ہونے میں خاصی دیر ہے!

مچھر: خالہ جان! یہ رات دن کا چکر تو شہر میں ہوتا ہوگا۔ ہمارے ہاں ایسی کوئی پابندی نہیں۔ ہمارے لیے رات اور دن دونوں برابر ہیں۔

مکھی: میں تمھارا مطلب نہیں سمجھی۔ بھلا رات دن دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

مچھر: خالہ! گاؤں میں گوبر، گندگی، کچی نالیاں، رُوڑی، جوہڑ اور ایسی بہت سی جگہیں اور چیزیں ہیں جن پر ہم دن رات جب چاہیں اپنا بسیرا کریں۔

مکھی: ہاں سُنا تو ہے! لیکن یہاں شہر میں تو اللہ مارے خاکروب دن نکلنے سے پہلے ہی سڑکیں اور گلیاں جھاڑ پونچھ کر صاف کر دیتے ہیں۔ ہمارے نصیب میں تمھاری جیسی رہائش کہاں؟

مچھر: خالہ! گاؤں میں گلیاں صاف کرنا تو دُور کی بات ہے۔ وہاں تو لوگ اپنے گھروں کا کچرا بھی گلی میں پھینک کر ہمارا ٹھکانہ بنا دیتے ہیں۔

مکھی: اللہ!۔ یہاں شہر والے تو ہماری جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ قِسم قِسم کی زہریلی دوائیں ہماری نسل کو ختم کر رہی ہیں۔ ہائے تمھارے دیہاتوں میں تو مکھیاں بھی خوب عیش کرتی ہوں گی!

مچھر: خالہ! ایسا ویسا عیش! تم اپنی آنکھوں سے دیکھو تو بھی یقین نہ آئے۔ کسی گھر میں کچے دودھ کے چھینٹے پڑے ہوئے ہیں۔ کہیں دہی گرا ہوا ہے۔ کہیں بچے ہاتھوں میں روٹی کا ٹکڑا پکڑے کھلے صحن میں کھا رہے ہیں۔ کہیں مویشیوں کا گوبر اور لید پڑی ہے۔ اب میں کیا کیا بتاؤں، یہ تو سب دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ مکھیاں اِن پر خوب پلتی ہیں۔

مکھی: بھیا! کیا وہاں زہریلی دوائیں نہیں ہوتیں۔

مچھر: خالہ! چھوڑو دواؤں کو۔ مَیں نے یہاں شہر کی دکانوں میں نقلی اور جعلی دوائیں بکتی دیکھی ہیں۔ تبھی تو آپ اب تک سلامت ہیں۔

مکھی: وہ تو ٹھیک ہے کہ کچھ انسان ہمارے خیر خواہ بھی ہیں جو یہ جعلی اور نقلی دوائیں بناتے ہیں مگر ساری دوائیں جعلی بھی نہیں ہوتیں۔

مچھر: خالہ! ہمارے گاؤں میں تو ہیضہ اور ملیریا ہماری برادری کے دم سے خوب پھیلتا ہے مگر یہاں شہر میں یہ بیماریاں کچھ کم لگتی ہیں۔

مکھی: بھیا یہاں قدم قدم پر ہسپتال اور کلینک ہیں۔ پھر بھی ہم کچھ نہ کچھ کام دکھا ہی جاتی ہیں۔

مچھر: خالہ ہسپتال اور کلینک! کیا کہا۔ میں نے ایک ہسپتال دیکھا ہے۔ وہاں تو ڈاکٹر لوگ مریض کی پروا ہی نہیں کرتے۔ ان کی بلا سے کوئی جیے یا مرے۔

مکھی: میاں ایسے ہی بے حس اور خود غرض لوگ تو ہمارے خیر خواہ ہیں۔ اگر سب سچے اور اچھے بن جائیں تو ہماری تمھاری خیر کہاں!

مچھر: خالہ دیکھو! یہ آدمی کیا کر رہا ہے؟ لگتا ہے دُھواں اُگل رہا ہے۔

مکھی: میاں بھاگو! یہ سپرے کرنے والا ہے۔ ابھی بوتل کا رُخ اِدھر پھیرے گا تو وہ زہر اُگلے گا کہ......

مچھر: خالہ کدھر بھاگوں۔ دُھواں۔ ہائے.......

مکھی: ہائے........میں.......مری.......

مچھر: ہائے.......میری.......موت مجھے.......یہاں.......لے.......آئی۔

مشق

سوالات کے جوابات لکھیے۔

۱۔ شہروں کی نسبت گاؤں میں بیماریاں کیوں زیادہ پھیلتی ہیں؟

۲۔ کیا آپ اپنے گھر اور سکول کو صاف ستھرا رکھتے ہیں؟

۳۔ مچھر اور مکھی دونوں گندگی کے ڈھیروں پر پرورش پاتے ہیں۔ آپ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں؟

۴۔ مکھیوں اور مچھروں کے علاوہ کن جرثوموں سے بیماریاں پھیلتی ہیں؟

۵۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیے۔

مکھی، مچھر، شہر، ٹھکانوں، پابندیاں، سڑکیں

۶۔ مچھر اور مکھی کی تصویریں اپنی کاپی پر بنائیے۔

۷۔ درج ذیل سوالات کے جوابات کے لیے اساتذہ کرام سے مدد لیں۔

(i) مکھی اور مچھر سے جو جو بیماریاں پھیلتی ہیں ان کو چارٹ پر لکھ کر آویزاں کیجیے۔

(ii) کسی قریبی ہسپتال یا کلینک کے مطالعاتی دورہ کے مشاہدات کاپی میں لکھ کر اپنے اُستاد کو دکھائیے۔

کہنا بڑوں کا مانو

اے بھولے بھالے بچّو ، نادانو ، ناتوانو!
سر پر بڑوں کا سایہ ، سایہ خدا کا جانو!
حُکم ان کا ماننے میں برکت ہے، میری مانو!
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور استاد، سب ہیں خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک ان کی، حق میں تمھارے نعمت
کڑوی نصیحتوں میں ان کی بھرا ہے اَمرت
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو! مانا نہ جس نے کہنا
دُشوار ہے جہاں میں عزّت سے اُس کا رہنا
ڈر ہے پڑے نہ صدمہ ذِلّت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

دنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اِطاعت
دنیا میں پائی عزّت، عُقبیٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اِطاعت ہے دو جہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

تم کو نہیں خبر کُچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

ہے کوئی دن میں پیارو وہ وقت آنے والا
دنیا کی مشکلوں سے تم کو پڑے گا پالا
مانے گا جو بڑوں کی جیتے گا وہ ہی پالا
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

(مولانا الطاف حسین حالیؔ)

مشق

سوالات کے جوابات لکھیے۔

۱۔ ''دنیا کی مشکلوں سے تم کو پڑے گا پالا'' کا مفہوم بیان کیجیے۔

۲۔ ''عقبیٰ میں پائی راحت'' سے کیا مُراد ہے؟

۳۔ بڑوں کا حکم ماننا کیوں ضروری ہے؟

۴۔ جملوں میں استعمال کیجیے۔

نصیحت، رحمت، حکم، دولت۔

۵۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیے۔

دُشوار، ذِلّت، اُمرت، رَاحت، اِطاعت۔

۶۔ اس نظم کے دو بند چارٹ پر خوش خط لکھیے اور اپنی جماعت کے کمرے میں لگائیے۔

۷۔ بڑوں کی اِطاعت سے متعلق دس جملے اپنی کاپی میں لکھیے۔

۸۔ ''پالا'' دو مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اپنے اُستاد صاحب سے پوچھ کر اپنے جملوں میں اس کو مختلف معنوں میں استعمال کریں۔

جواں مردی

پرانے وقتوں کی بات ہے کسی گاؤں میں ایک غریب آدمی رہتا تھا۔اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا جو اکثر جنگل میں شکار کھیلنے جایا کرتا تھا۔ایک روز وہ کافی دیر تک شکار کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتا پھرا۔آخر کار تھک گیا اور ایک درخت کے سائے میں آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا۔کچھ ہی دیر بعد اُسے نیند آگئی۔اچانک اسے شیر کی آواز سُنائی دی۔وہ کچھ دیر خوف اور حیرانی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھتا رہا لیکن اسے بالکل معلوم نہ ہو سکا کہ آواز کہاں سے آئی ہے۔کچھ دیر بعد شیر کی آواز دوبارہ آئی۔وہ ڈر گیا لیکن پھر اس نے ہمت کی اور آگے بڑھا۔کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر بہت بڑے گڑھے میں گرا ہوا ہے اور بھوک پیاس سے نڈھال ہے۔گڑھے میں بہت زیادہ کیچڑ تھا اس لیے باہر نکلنا اس کے لیے اور بھی مشکل تھا۔شیر کو مصیبت میں دیکھ کر اس کا دل بھر آیا۔اس نے سوچا کہ کسی نہ کسی طرح شیر کو اس گڑھے سے نکالنا چاہیے۔اس کے لیے وہ ترکیبیں سوچنے لگا۔اس نے سوچا کہ شیر کئی دنوں سے بھوکا ہے اگر میں اسے کچھ دن کھانے کو دوں تو ہو سکتا ہے کہ یہ مجھ سے مانوس ہو جائے۔اب وہ ہر روز جنگل میں شکار کے لیے نکل جاتا اور جو شکار کرتا وہ لا کر شیر کے آگے گڑھے میں ڈال دیتا۔چند روز اسی طرح گزر گئے۔اب شیر اس کے آنے کا انتظار کرتا اور اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔اب نوجوان کو اندازہ ہو گیا کہ شیر اس کے لیے خونخوار نہیں ہے۔آخر ایک دن وہ گھر سے کُدال لے کر آیا۔

اس نے گڑھے کے ایک طرف سے مٹی کھود کر ڈھلوانی راستا بنا لیا۔شیر باہر آ گیا۔شیر نے شکریے کے طور پر اس کے پاؤں چاٹے اور جنگل کو نکل گیا۔ایک روز نوجوان حسبِ معمول شکار کے لیے نکلا۔اُسے اور تو کوئی شکار نہ ملا لیکن اس نے تیس چڑیاں مار لیں۔واپسی پر اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا: آج تم نے کیا شکار کیا ہے؟اس نے کہا: تیس چڑیاں۔ساتھیوں نے اس کا نام "تیس مار" رکھ دیا۔اُسے یہ نام بڑا پسند آیا۔وہ خوشی خوشی گھر آیا اور ماں سے کہنے لگا: ماں! مَیں "تیس مار" ہوں۔اس کی ماں نے حیرانی سے کہا کہ تُو تو کوئی کام نہیں کرتا۔سارا دِن فارغ پھرتا ہے۔ "تیس مار" کیسے بن گیا؟۔اس نے جواب دیا: ماں! میں نے تیس چڑیاں ماری ہیں اس لیے مَیں "تیس مار" ہوں۔

اُن دنوں بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک بہت بڑا میلا لگوانے کا اعلان کروایا اور کہا کہ جو شخص میلے میں شیر کی پُشت پر سواری کرے گا اُسے انعام واکرام دیا جائے گا۔میلے کی خبر دُور دُور تک پھیل گئی۔لوگ میلے کے دن کا

انتظار کرنے لگے۔اس میلے میں تیس مار اور اس کے ماں باپ بھی گئے۔

بادشاہ کا دربار لگ گیا۔ایک شیر ایک بند اکھاڑے میں چھوڑ اگیا اور اعلان کیا گیا کہ جو اس شیر کی پُشت پر سواری کرے گا اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ایک آدمی شیر پر سواری کرنے کے لیے میدان میں آیا تو شیر اس پر جھپٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے سب کے سامنے چیر پھاڑ دیا۔یہ منظر دیکھ کر دربار میں موجود لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔تھوڑی دیر کے بعد دوسرا آدمی میدان میں اُترا۔اب تو شیر اور بھی بپھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔دوسرا آدمی جیسے ہی اس کے سامنے آیا شیر اس پر جھپٹا اور اسے بھی مار ڈالا۔لوگوں پر عجیب خوف طاری ہوا۔اب کوئی شخص میدان میں آنے کے لیے تیار نہ تھا کیوں کہ سب کے سامنے دو آدمی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

تیس مار میدان میں اُترا۔اس کے ماں باپ پریشان تھے کہ پہلے دو آدمیوں کی طرح ان کا بیٹا بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔لیکن یہ کیا! تیس مار جیسے ہی میدان میں آیا اس نے شیر کی کمر پر ہاتھ رکھا اور اس پر سوار ہو گیا۔شیر بالکل نہیں ہلا۔دراصل شیر نے اسے پہچان لیا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے گڑھے میں اسے خوراک دی اور پھر اسے نکالا تھا۔ہر طرف سے تحسین و آفریں کے نعرے بلند ہوئے۔

بادشاہ نے تیس مار کو مُنہ مانگا انعام دیا اور کہا ''تُو بہت بہادر ہے اگر تُو میرا ایک کام اور کردے تو میں تجھے اپنی آدھی سلطنت دے دوں گا''۔

تیس مار نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ مجھے کام بتائیں۔بادشاہ نے کہا: میری ایک بیٹی ظالم جادوگر کی قید میں ہے تُو اُسے رہائی دِلادے۔

تیس مار بادشاہ کی بیٹی کو تلاش کرنے کے لیے نکل پڑا۔ چلتے چلتے اسے شام ہوگئی۔راستے میں ایک جنگل پڑتا تھا جس میں ایک پرانا کنواں تھا۔اس کی منڈیر پر ایک درخت تھا۔تیس مار اس درخت پر چڑھ گیا تاکہ جنگلی درندوں سے محفوظ رہ کر رات بسر کرسکے۔

اچانک تیس مار کی نظر کنویں کے اندر پڑی۔کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوب صورت لڑکی کنویں کے اندر بے سُدھ پڑی ہے۔تیس مار سمجھ گیا کہ یہ لڑکی بادشاہ کی بیٹی ہے اور یہ کنواں جادوگر نے بنایا ہے۔رات ہو چکی تھی۔تیس مار نے رات اسی درخت پر گزاری۔صبح ہوئی تو جادوگر وہاں سے نکل گیا۔تیس مار نے لڑکی کو مخاطب کر کے کہا: اے شہزادی مَیں تیری مدد کے لیے یہاں آیا ہوں۔تُو بتا کہ کس وقت میرے ساتھ جائے گی۔شہزادی نے کہا کہ تُو اس وقت یہاں سے فوراً چلا جا کیوں کہ جادوگر کسی بھی وقت آنے والا ہے۔اُس نے تمھیں دیکھ لیا تو تمھیں مار ڈالے گا۔تم رات کے پچھلے پہر آنا۔

اُس وقت جادوگر گہری نیند سو جاتا ہے۔ تیس مار وہاں سے چلا گیا اور جب رات کا پچھلا پہر ہُوا تو رسّہ لے کر کنویں کی منڈیر پر آیا۔ اس وقت جادوگر گہری نیند سو گیا تھا۔ تیس مار نے رسّہ کنویں میں لٹکایا۔ شہزادی نے رسّہ پکڑ لیا۔ تیس مار نے اسے کنویں سے باہر نکال لیا۔ اس کے بعد انھوں نے کنویں کے ارد گرد گھاس کا ڈھیر لگایا اور اسے آگ لگا کر کنویں میں دھکیل دیا۔ کنویں میں ہر طرف آگ لگ گئی اور اُسی آگ میں ظالم جادوگر جل کر مر گیا۔

تیس مار شہزادی کو لے کر اس کے باپ کے پاس آیا۔ بادشاہ اپنی بیٹی سے مل کر بہت خوش ہوا اور وعدے کے مطابق تیس مار کو آدھی سلطنت دے دی۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

ا۔ تیس مار سے اس کی ماں نے پوچھا کہ تُو تیس مار کیسے ہو گیا تو اس نے کیا جواب دیا؟

ب۔ پہلا آدمی شیر پر سواری کرنے آیا تو کیا ہوا؟

ج۔ جب تیس مار میدان میں شیر پر سواری کرنے آیا تو شیر نے اسے کیوں کچھ نہ کہا؟

د۔ بادشاہ نے تیس مار کو دوسرا کون سا کام کرنے کو کہا؟

ہ۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی آزاد کرانے کے بدلے تیس مار کو کیا دینے کا وعدہ کیا؟

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

تیس مار غریب .... کا بیٹا تھا۔

تیس مار نے تیس .... ماریں۔

کنویں میں ایک خوب صورت .... بے سُدھ پڑی تھی۔

تیس مار آدھی .... کا مالک بن گیا۔

۳۔ ہر سوال کے نیچے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جواب درست ہے۔
درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(ا) تمیں مار نے کنویں میں موجود لڑکی کو

i۔ ایک کمبل دیا ii۔ ایک رضائی دی iii۔ ایک رسّہ دیا iv۔ ایک گدّا دیا

(ب) کنویں کو آگ لگی تو ظالم جادوگر

i۔ بھاگ نکلا ii۔ ناچنے لگا iii۔ خوش ہوا iv۔ جل کر مر گیا

(ج) تمیں مار نے شیر کو گڑھے سے نکالا تو شیر نے

i۔ اس پر حملہ کر دیا ii۔ اسے زخمی کر دیا iii۔ اس کے پاؤں چاٹے۔ iv۔ اسے مار ڈالا

(د) بادشاہ نے شہزادی کی رہائی پر تمیں مار کو

i۔ انعام دیا ii۔ سزا دی iii۔ معاف کر دیا iv۔ گرفتار کر لیا

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لغات میں تلاش کیجیے اور اِنھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

بے سُدھ۔ تحسین و آفریں۔ مُنڈیر۔ انعام۔ خوف

۵۔ جمع لکھیے۔ انعام۔ شخص۔ رسّہ۔ دعوت۔ ٹکڑا۔ چڑیا

۶۔ مُذکّر، مؤنث لکھیے۔ بادشاہ۔ ماں۔ شیر۔ جادوگر۔ لڑکی

۷۔ مترادف لکھیے۔ انتظار۔ دعوت۔ خوف۔ اِنتظام

۸۔ متضاد لکھیے۔ آنا۔ پسند۔ خوشی۔ سونا۔ سوار۔ دُور۔ آگ

۹۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے تا کہ ان کا درست تلفُّظ واضح ہو جائے۔

شکار ۔ سلطنت ۔ جادوگر ۔ محفوظ ۔ انتظام ۔ بادشاہت

۱۰۔ درج ذیل الفاظ کا املا لکھیے۔

حسب معمول ۔ تمیں مار ۔ تحسین و آفریں ۔ سلطنت

۱۱۔ بچہ اپنے بڑوں سے کہانیاں سنتا ہے۔ ایسی ہی کوئی دلچسپ کہانی سن کر اپنی کاپی میں لکھیے اور اپنے اُستاد کو دکھائیے۔

قلم کی آپ بیتی

میں ایک قلم ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں اس کائنات کی سب سے پہلی مخلوق ہوں۔ مجھے اس بات پر بہت فخر ہے کہ کاتبِ تقدیر نے سب سے پہلے مجھے استعمال کیا۔ ایک طویل عرصے کے بعد میں سفر طے کرتے کرتے جنّت میں آباد ہوگیا۔ دنیا کے پہلے انسان حضرت آدمؑ کو میرے ذریعے سے تعلیم دی گئی۔ مَیں ان کے ساتھ اتنا مانوس ہوگیا کہ میں بھی ان کے ساتھ ہی زمین پر چلا آیا اور انسان دوستی کو آج تک نبھا رہا ہوں۔ انسانوں کی بھلائی اور اصلاح کے لیے لکھی جانے والی تمام مشہور آسمانی کتابوں، تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید، میں مجھے استعمال کیا گیا۔

قیامت تک کا ہر انسان میرا احسان مند ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو قدیم علوم وفنون نئی نسلوں تک منتقل نہ ہوسکتے۔ اس جہاں کی تمام رونقیں میرے دم قدم سے باقی ہیں۔ تعلیمی ادارے، سرکاری دفاتر، تجارتی اور صنعتی مراکز میری وجہ سے آباد ہیں۔ مَیں نہ ہوتا تو آج طرح طرح کی سائنسی ایجادات کیسے ممکن تھیں۔

ایک طرف فنکاروں نے میرے ذریعے سے اس کائنات میں حسین رنگ بھرے تو دوسری طرف میری مدد سے نت نئی مشینوں کے ڈیزائن بنا کر انسانیت کی خدمت کی۔ میں خود بھی ترقی کی کئی منازل سے گزرا۔ انسانوں نے مجھے میری خدمت کا پُورا معاوضہ دیا، جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ جو دوسروں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا صحیح شکر گزار بندہ نہیں بن سکتا۔

اس دنیا میں مجھے درختوں کی نرم لکڑی سے تراشا گیا۔ پھر مَیں سرکنڈوں کے سِڈول جسموں سے خود کو سنوارتا ہُوا جدید دور میں داخل ہوا۔ انسانوں نے مجھے فاؤنٹین پین، ہولڈر اور بال پوائنٹ جیسی طرح طرح کی نفیس صورتوں میں ڈھالا۔ انواع واقسام کی رنگین روشنائیوں سے مجھے سیراب کیا۔ اب تو صورت حال یہ ہے کہ میں اپنے مشینی دست وبازو اور کمپیوٹر کی شکل میں کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہوں۔ اب میرا لکھا ہوا حرف فضاؤں میں تیرتا ہوا لمحہ بھر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتا ہے۔ میری ہر تحریر میری اولاد ہے جس کو کوئی بھی ٹیلی پرنٹر جب چاہے اپنی آغوش میں سمیٹ سکتا ہے۔

آپ لوگ جب چاہیں نقشے اور خاکے بنا سکتے ہیں، گیت اور نغمے لکھ سکتے ہیں۔ کہانیاں لکھ سکتے ہیں اور لکھی ہوئی کہانیاں پڑھ سکتے ہیں۔ آخر میں میری آپ سب سے گزارش ہے کہ جب تک مَیں آپ کے ہاتھ میں ہُوں خدارا مجھ سے جائز اور صحیح کام لیں۔ آپ استاد ہیں یا طالب علم، ادیب ہیں یا شاعر، میرے ذریعے سے ایسی باتیں لکھیں جن

سے حق اور انصاف کا بول بالا ہو۔ اپنی خدمت کریں اور دوسرے انسانوں کی بھلائی کے لیے کام کریں۔ اس کام کے لیے میں اس دنیا کے ہر انسان کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ میری یہی خوشی میرا سب سے بڑا اجر بھی ہے۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ خدا آپ کو دونوں جہانوں میں سرفراز کرے۔ آمین!

مشق

سوالات کے جواب لکھیے۔

۱۔ انسان نے پہلے پہل کس چیز سے لکھنا شروع کیا؟

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس چیز کے ساتھ تعلیم دی؟

۳۔ ہمیں کس طرح کی باتیں قلم کے ساتھ لکھنی چاہییں؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ اِن کا مطلب واضح ہو جائے۔

احسان مند۔ قدیم۔ علوم وفنون۔ منتقل۔ دم قدم

۵۔ ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر میں کیا فرق ہے؟، اپنے استاد صاحب سے پوچھ کر اپنی کاپی میں لکھیے۔

۶۔ یہ سبق قلم کی اپنی کہانی ہے۔ آپ کتاب کی آپ بیتی لکھیے۔

۷۔ قلم کی مختلف شکلوں کا چارٹ بنا کر جماعت میں سجائیے۔

محمود غزنویؒ اور بڑھیا

شاہوں میں یادگار ہے محمود غزنوی — اللہ رے وہ زور، وہ بل، وہ سپہ گری

تھا اُس کے ڈر سے رعشہ براندام ایشیا — حاصل کسی کو کب تھی جہاں میں یہ سروری

کہتے ہیں اُس کے دور میں اک قافلہ لٹا — کچھ لوگ قتل بھی ہوئے، تھے چور سب جری

اُس کارواں میں ایک جواں بھی ہوا شہید — اک بوڑھی ماں کی لُٹ گئی کھیتی ہری بھری

محمود کے حضور میں آئی وہ غم نصیب — اور بولی تیرے ملک میں ہے کیسی ابتری

محفوظ جب نہیں ہے رعایا کا جان و مال — کس روز کام آئے گی تیری دِلاوری

محمود نے کہا ''ہے وہ خطّہ یہاں سے دُور — کیونکر نہ ہو اتنی دُور بھلا عدل گستری''

بولی بہت ادب سے یہ سُن کر وہ پیرزن — یہ عرض میں کروں گی جو ہو جائے جاں بری

قبضہ ہی تُو نے دُور کے ملکوں پر کیوں کیا — ہے جب کہ تیرے دُور کے ملکوں میں ابتری

جو راج تیرے بس میں نہ ہو شاہ ذی وقار — حاصل ہے ایسے راج سے کیا؟ سوچ تو ذری

محمود پہ اثر ہوا عورت کی بات کا — بولا کہ اب نہ ہوگی کہیں یہ ستم گری

اس پیرزن کی جھولی جواہر سے پُر کرو
غزنی کے بادشاہ پہ ہے اس کو برتری

(حامد اللہ افسر)

مشق

درجِ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں۔

۱۔ اس نظم سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

۲۔ اس نظم کو مکالمے کی صورت میں لکھیں۔

۳۔ براعظم ایشیا کے کچھ ملکوں کے نام کاپی میں لکھ کر اُستاد کو دکھائیں۔

۴۔ جملوں میں استعمال کریں

بل۔ رعشہ براندام۔ ہری بھری۔ دلاوری۔ خطہ۔ ابتری۔ جھولی۔ برتری

۵۔ اِن الفاظ کے معانی لغات میں سے تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔

بل۔ سپہ گری۔ سروَری۔ دور۔ جری۔ عدل گستری۔ پیرزن۔ ذی وقار

سنہری باتیں

(۱) لوگو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرنی نہیں۔ (القرآن)

(۲) بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ (نبی کریمؐ)

(۳) تین چیزیں محبت بڑھاتی ہیں۔
(i)- سلام کرنا۔ (ii)- دوسروں کے لیے مجلس میں جگہ خالی کرنا۔
(iii)- مخاطب کو بہترین نام سے پُکارنا۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

(۴) سب سے بہتر لقمہ وہ ہے جو اپنی محنت سے حاصل کیا جائے۔ (حضرت علیؓ)

(۵) جس نے اپنے آپ کو بُلند مرتبہ سمجھ لیا۔ جان لوُ اسے کوئی مرتبہ حاصل نہ ہُوا۔ (حضرت عبدالقادر جیلانیؒ)

(۶) حسد بہت بری شے ہے، اسے دل میں ہرگز جگہ نہ دو۔ (حضرت معین الدّین چشتی اجمیریؒ)

(۷) حقیقی کامیابی لگاتار محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ (حضرت مولانا جلال الدّین رومیؒ)

(۸) مومن ہو یا کافر، کسی کی دل آزاری نہ کرو۔ اس لیے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

(۹) کلام میں نرمی اختیار کرو، لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

(۱۰) کام کو جلد کرنے کی فکر نہ کرو بلکہ بہتر طور پر انجام دینے کی فکر کرو۔
لوگ یہ نہ پوچھیں گے کہ تم نے یہ کام کتنے وقت میں کیا، وہ تو تمھارے کام کی عمدگی کو دیکھیں گے۔ (افلاطون)

(۱۱) ادب انسان کا زیور ہے۔ (ارسطو)

مشق

۱۔ اس سبق کے اقوال کے علاوہ پانچ اور اقوال زرّیں لکھیں۔

۲۔ جملے مکمّل کیجیے۔

الف۔ بہترین انسان وہ ہے جس سے.........لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

ب۔ سب سے بہتر لقمہ وہ ہے جو اپنی.........سے حاصل کیا جائے۔

ج۔ حسد بہت.............شے ہیں۔

۳۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیے۔

جہنّم، مردہ، محبت، ایثار، نرمی

۴۔ چارٹ پیپر پر سنہری باتیں خوش خط لکھیے۔

۵۔ آپ کو جو اقوال زیادہ پسند آئے ہیں انھیں زبانی یاد کیجیے۔

۶۔ ایسے تمام الفاظ جو کسی اسم کی جگہ بولے جائیں، اسمِ ضمیر کہلاتے ہیں مثلاً:

ولید ایک محنتی لڑکا ہے۔ وہ صبح سویرے اٹھتا ہے۔ وہ باقاعدہ سکول جاتا ہے۔ اس نے کبھی غیر حاضری نہیں کی۔

اسے تمام اساتذہ پسند کرتے ہیں۔

ان جملوں میں ولید کا نام ایک مرتبہ آیا ہے۔ اس کے بعد ولید کی جگہ وہ، اُس اور اُسے کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِنھیں اسمِ ضمیر کہتے ہیں۔ اس سبق میں سے اسمِ ضمیر تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔

ایک بہادر خاتون

حضرت خولہؓ بنت ازوَر کا شمار اسلام کی نامور خواتین میں ہوتا ہے۔ آپؓ کے والد حضرت ازوَرؓ اُن صحابہ کرام میں سے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے۔ حضرت خولہؓ اور ان کے بھائی حضرت ضرارؓ بھی جذبۂ شہادت سے سرشار تھے۔

۱۹ ہجری میں مسلمانوں کا لشکر دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ مسلمانوں کو پتا چلا کہ کفار کا لشکر محصورین کی مدد کے لیے آرہا ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کے مشورے سے حضرت ضرارؓ کو اُن کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ راستے میں ان کا مقابلہ حمص کے بادشاہ وردان سے ہوگیا جو بارہ ہزار فوج کو لے کر جا رہا تھا۔ حضرت ضرارؓ نے بڑی بہادری سے اس لشکر کا مقابلہ کیا۔ آپؓ لشکر کے اندر گھس گئے۔ وردان کا بیٹا ہمدان بھی اس فوج میں سردار تھا، اس نے حضرت ضرارؓ کو ایک نیزہ مارا، جس سے اُن کا بازو زخمی ہوگیا۔ حضرت ضرارؓ نے لپک کر نیزہ اس کے سینے میں اُتار دیا۔ نیزے کا پھل اس کی ہڈی میں پھنس کر رہ گیا۔ نیزہ نکالنے کے دوران میں کفار کو موقع مل گیا اور اُنھوں نے حضرت ضرارؓ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت ضرارؓ کی گرفتاری کی خبر حضرت خالدؓ بن ولید کو پہنچی تو وہ حضرت ابوعبیدہؓ سے اجازت لے کر ایک ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یکا یک انھوں نے دیکھا کہ ایک برق رفتار سوار جا رہا ہے۔ اس کے بدن پر سیاہ لباس ہے اور اس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا ہے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے۔ لیکن کوئی نہ بتا سکا۔ اُنھوں نے اپنے گھوڑے کو تیزی سے اس کی طرف بڑھایا لیکن وہ اُن سے بہت آگے نکل کر رومیوں کی فوج میں گھس گیا، پھر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ باہر آیا۔ پھر حملہ کیا، پھر باہر آیا۔ پھر فوج کو چیرتا ہوا دشمن کے قلب میں جا پہنچا اور بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا۔ اتنے میں حضرت خالدؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اُنھوں نے بھی رومیوں پر حملہ کر دیا، دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی، آخر کار رومیوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگ اٹھے۔

لڑائی کے بعد مسلمانوں نے اس سوار کی تحسین کی۔ حضرت رافعؓ نے حضرت خالدؓ سے کہا ''میں حیران ہوں کہ یہ سوار کون ہے۔ ایسا بہادر بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔'' حضرت خالدؓ نے کہا ''میں بھی حیران ہوں۔ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کون شخص ہے۔'' ایک شخص نے بڑھ کر اس کا نام دریافت کرنا چاہا تو سوار نے مُنھ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ خود آگے بڑھے اور نام پوچھا۔ اس نے کہا ''اے امیر! میں نے اس وجہ سے مُنھ پھیرا کہ مجھے شرم آئی۔

میں عورت ہوں اور آپ سب مرد ہیں۔ میں ازورؓ کی بیٹی ہوں۔ اپنے بھائی کے قید ہو جانے کی خبر سن کر تاب نہ لا سکی اور اسے چھڑانے چلی آئی۔"

حضرت خولہؓ نے ایک ایک مسلمان سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے ضرارؓ کو دیکھا ہے لیکن کسی سے کچھ معلوم نہ ہوا۔ اتنے میں رومیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ پہاڑ کے دامن سے نمودار ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو اُنھوں نے ہتھیار پھینک دیے اور امان مانگی۔ حضرت خالدؓ نے انھیں امان دے دی۔ ان سے حضرت ضرارؓ کے بارے میں پوچھا۔ اُنھوں نے کہا، وردان نے اسے ۱۰۰ سواروں کی حراست میں حمص کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ وہاں سے اسے شاہِ روم کے پاس بھیجے۔

حضرت خالدؓ نے حضرت رافعؓ کو ۱۰۰ سواروں کا ایک دستہ دے کر ان کی رہائی کے لیے روانہ کیا۔ حضرت خولہؓ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ہو لیں۔ یہ لوگ راستے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ دشمن قریب آ گیا تو حضرت رافعؓ نے ان پر حملہ کر دیا، رومی ایک ایک کر کے مارے گئے اور حضرت ضرارؓ چھڑا لیے گئے۔

ایک معرکے میں مسلمان عورتیں کفار کے خیمے میں قید تھیں۔ ان میں اکثر بوڑھی تھیں لیکن سواری اور جنگ میں ماہر تھیں۔ حضرت خولہؓ نے ان کو مخاطب کر کے کہا:

"کیا تم پسند کرتی ہو کہ ہم ان کافروں کے بس میں رہیں اور ہماری اولاد ان کی غلام بنے۔
کہاں ہے تمھاری آبائی شجاعت!"

یہ سُن کر ایک صحابیہؓ نے کہا "لیکن ہم کیا کر سکتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں تو تلوار بھی نہیں ہے۔" حضرت خولہؓ نے کہا "تلوار نہیں ہے تو کیا ہوا۔ خیمے کی چوبیں نکال لو اور ان سے دشمنوں پر حملہ کر دو۔" عورتوں نے ایسا ہی کیا۔ اُنھوں نے ایک دائرہ بنا لیا۔ حضرت خولہؓ ان کی سردار تھیں۔ اُنھوں نے کہا: سب ایک سے ایک ملی رہو اور الگ نہ ہونا۔ مقابلہ کرنے والوں کی تلواروں اور نیزوں کو توڑ ڈالو۔ یہ عورتیں اسی غول کی صورت میں باہر نکلیں۔ باہر ایک آدمی کھڑا تھا۔ ایک صحابیہؓ نے اس زور سے اس کے سر پر چوب ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر رومی سپاہی دوڑے۔ سپاہیوں نے عورتوں کو گھیرا تو اُنھوں نے بڑی جرأت سے ان کا مقابلہ کیا۔ کئی کافر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان کے سردار نے کہا کہ ان عورتوں کو اپنی تلواروں سے قتل کر دو۔ رومی سپاہی آگے بڑھے تو عورتیں سخت مایوس ہوئیں۔ اتنے میں پہاڑ کے درے سے حضرت خالدؓ اور حضرت ضرارؓ ایک ہزار سواروں کے ساتھ نمودار ہوئے۔

حضرت خولہؓ نے انھیں دیکھا تو للکار کر کہا:

''اے ایمان والو! شریفوں کی موت مرو۔ وہ دیکھو میرے بھائی اور صحابہ ہمیں چھڑوانے آئے ہیں''۔

رومی بھاگنے لگے۔ ان کا سردار بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگنے کے لیے لپکا۔ ابھی وہ اپنے گھوڑے پر نہیں بیٹھا تھا کہ اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گرنے لگا۔ حضرت ضرارؓ نے اس کے کولھے میں نیزہ مارا جو پار نکل گیا۔

حضرت خولہؓ نے ایک رومی پر وار کیا لیکن اس کی تلوار آپؓ کے سر پر لگی۔ آپ زخمی ہو کر گر پڑیں۔ تمام جسم خون میں لت پت ہو گیا۔ ایک صحابیہ نے اس رومی کو قتل کر دیا اور حضرت خولہؓ کو اُٹھا کر ایک خیمے میں لے گئیں۔ لیکن حضرت خولہؓ کچھ ہی دیر بعد اُٹھیں اور مشک اٹھا کر اپنی فوج کے سپاہیوں کو پانی پلانے لگیں۔

حضرت خولہؓ کی بہادری اور قوم سے محبت آج بھی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

(i) حضرت ضرارؓ کو ہمدان کے سپاہیوں نے گرفتار کیا تو کون سی گھڑ سوار خاتون میدانِ جنگ میں گئی؟ حضرت خولہ

(ii) ایک جنگ میں عیسائیوں نے مسلمان عورتوں کو قید کیا تو ان عورتوں نے کس طرح کی شجاعت دکھائی؟

(iii) حضرت خولہؓ مردانہ لباس پہن کر رَن میں کیوں کود پڑیں؟

(iv) حضرت خولہؓ اور حضرت ضرارؓ کا آپس میں کیا رشتہ تھا؟

۲۔ خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) حضرت خولہؓ کے باپ کا نام.................تھا۔

(ii) مسلمانوں کے لشکر نے سنہء.................میں دمشق کا محاصرہ کیا۔

(iii) ایک.................نے حضرت خولہؓ کے نیزہ مارا۔

۳۔ درج ذیل سوالات میں سے ہر سوال کے نیچے چار جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے ایک درست ہے۔
درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

ا۔ کافروں کے جمع ہونے والے لشکر کے مقابلے کے لیے بھیجا گیا۔

(i) حضرت ضرارؓ کو (ii) حضرت خالدؓ کو

(iii) حضرت ابو عبیدہؓ کو (iv) حضرت خولہؓ کو

ب حضرت خولہؓ نے رومی پر وار کیا تو اس کی تلوار آپؓ کے لگی

(i) سر پر (ii) بازو پر

(iii) کولھے پر (iv) آنکھ پر

۴۔ درج ذیل الفاظ و محاورات کا مفہوم لغات میں تلاش کیجیے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

غول بندی۔ جان توڑ کر لڑنا۔ جرأت مندی۔ تاب نہ لانا

۵۔ جمع لکھیے۔

خاتون۔ واقعہ۔ خبر۔ منزل۔ موقع

۶۔ حضرت خولہؓ بنت ازوَر کی شجاعت اور بہادری کا یہ سبق پڑھ کر آپ کو جو سبق ملتا ہے اسے پانچ جملوں میں بیان کیجیے۔

۷۔ درج ذیل الفاظ پر درست اعراب لگائیں اور پڑھیں۔

نام ور۔ قلب۔ خبر۔ شجاعت

سچلؒ سرمست

برصغیر پاک وہند میں علم اور معرفت کی شمع روشن کرنے میں صوفی بزرگوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ بزرگ اپنے اپنے علاقوں میں عوام کو اسلامی تہذیب وتمدّن سے رُوشناس کرواتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ہندوستان میں بسنے والوں کی بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔ ان بزرگانِ دین میں سندھ سے تعلق رکھنے والے عبداللطیف بھٹائیؒ اور حضرت عبدالوہاب سچل سرمستؒ بہت مشہور ہیں۔ حضرت عبدالوہاب کو ہمیشہ سچی بات کہنے کی وجہ سے بچپن ہی میں سچو اور سچل کہہ کر بلایا جانے لگا تھا۔

سچل سرمست سندھ کے ضلع میر پور کے ایک گاؤں میں ۱۷۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بزرگ مشہور مسلم سپہ سالار محمد بن قاسمؒ کے ساتھ سندھ آئے۔ اُن کا نام شیخ شہاب الدّین تھا۔ جب سہون شریف فتح ہوا تو محمد بن قاسمؒ نے شیخ شہاب کو وہاں عامل مقرر کر دیا۔ اس طرح وہ مستقل طور پر وہاں آباد ہو گئے۔ حضرت سچل سرمست کے والد کا نام صلاح الدّینؒ تھا۔ ابھی سچل سرمست محض چھ برس کے تھے کہ اُن کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اب آپ کی تربیت آپ کے دادا نے اپنے ذمّے لے لی جو عالم فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ سندھی اور پنجابی کے شاعر بھی تھے۔ اِن کی تربیت میں سچل سرمستؒ کی شخصیت نکھر کر سامنے آئی۔

سچل سرمست نے حافظ محمد عبداللہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور چھوٹی عمر ہی میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ آپ بہت ذہین تھے اور بچپن ہی سے فقیری کی طرف مائل تھے۔ حضرت عبداللطیف بھٹائیؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہماری دیگ کا ڈھکنا یہ حضرت کھولیں گے۔ جس کا مطلب تھا کہ معرفت کی جو تعلیم ہم یہاں دے رہے ہیں اُس کو عام کرنے کا کام اللہ تعالیٰ سچل سرمست سے لیں گے۔

آپ کا رُجحان چونکہ شروع ہی سے مذہب کی طرف تھا اس لیے ہمیشہ اللہ سے لو لگائے رہتے۔ اسی خاص اُنس کی وجہ سے آپ کو لوگ سرمست کہنے لگے۔ حضرت خواجہ عبدالحقؒ آپ کے مرشد تھے۔ چالیس سال کی عمر میں سچل سرمست اُن کے خلیفہ بنے۔ آپ کو شاعری وراثت میں مِلی۔ سندھی، پنجابی، فارسی اور اردو زبانیں اُن کے گھر کی لونڈیاں تھیں۔ آپ فارسی شاعری کے لیے آشکرا، سندھی کے لیے سچو اور اردو میں سچل سرمست تخلص اختیار کرتے تھے۔

حضرت سچل سرمستؒ نے سندھی زبان میں ''کافی'' کہنے کی ابتدا کی۔ پنجابی زبان کا دامن کافیوں سے مالا مال ہے جو حضرت بلھے شاہ کا کمال ہے۔ سچل سرمست نے اردو زبان میں بھی غزلیں اور کافیاں کہی ہیں۔ آپ کا کلام سادہ

اور پُر اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عشق آپ کی شاعری کا حاصل ہے۔ آپؒ اپنے مالک اور خالق کے سوا کسی کو اپنے اندر نہیں دیکھتے۔ یہی آپ کا اوّل اور آخر پیغام ہے۔ چنانچہ اس شعر میں انھی جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔

میرے خیال میں تو وہ دیں دار بھی نہیں
جو تیرے پائے ناز پہ سر خم نہ کر سکے

اس شعر میں حضرت سچل سرمست نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنی سچی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص خود کو مسلمان تو کہتا ہے لیکن آپؐ کی شریعت پر عمل نہیں کرتا وہ بھلا دین دار کیسے ہوسکتا ہے۔ یوں آپ نے اپنے تخلص کو سچائی کا آئینہ بنا دیا ہے۔

اللہ کا یہ نیک بندہ نوّے سال کی عمر تک علم اور معرفت کا نُور پھیلاتا رہا اور ۱۸۲۶ء کو اللہ کو پیارا ہُوا۔ آپ درازا شریف میں آسودہ خاک ہیں۔ کافیاں اور دوہے (سندھی)، کافیاں اور دوہے (پنجابی)، جھولے اور گھڑولیاں (پنجابی)، غزلیات (اردو)، کافیاں (اردو)، اور دیوانِ آشکرا (فارسی) آپ کی مشہور کتب ہیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

الف۔ سچل سرمستؒ کا اصل نام کیا ہے؟

ب۔ آپ کہاں مدفون ہیں؟

ج۔ آپ نے کتنی زبانوں میں شاعری کی؟

د۔ آپ کی مشہور کتابوں کے نام کیا ہیں؟

۲۔ ''ہماری دیگ کا ڈھکنا یہ حضرت کھولیں گے'' سے کیا مراد ہے؟

۳۔ ان الفاظ کے مترادف لکھیے۔ ابتدا ، تن درستی ، فتح ، خم ، درست

۴۔ تخلص کسے کہتے ہیں؟ چند مشہور شاعروں کے نام اور تخلص لکھیے۔

۵۔ سچل سرمستؒ بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ کا خاندان حضرت عمر فاروقؓ سے تعلق رکھتا ہے۔
سچل سرمستؒ نے نوّے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اُن پر اللہ کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں۔
اس پیرے میں سے اسمِ ضمیر تلاش کر کے لکھیے۔

ہائے میرے بچّے!

پچھلے زمانے میں لوگ قبیلوں میں رہتے تھے۔ ہر قبیلے کا ایک رہنما ہوتا تھا جس کو سردار یا شیخ کہتے تھے۔ ان قبیلوں میں ایک قبیلہ ''چلّی'' کے نام سے مشہور تھا جو خیالی پلاؤ پکانے میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ ''چلّی'' قبیلے کے لوگ اپنے سردار کو 'شیخ چلّی' کہتے تھے۔ شیخ چلّی اپنے نام کی طرح بڑے بڑے خیالی منصوبے بناتا اور نا کام ہو جاتا۔ آپ کو معلوم ہے کیوں!

ایک دن شیخ چلّی ایک شخص سے بڑے بڑے منصوبوں پر بحث کر رہا تھا۔ اُس نے شیخ سے کہا ''شیخ صاحب! آپ اتنے بڑے بڑے منصوبے کیوں بناتے ہیں؟ آپ نے ایک ہفتے کے اندر اندر اِس دُنیا سے کُوچ کر جانا ہے'' شیخ نے کہا:

''یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ شخص نے کہا'' ایسا نہ ہو تو میرا نام بدل دینا''

یہ سُنتا تھا کہ شیخ چلّی نے قبر کُھدوالی اور اُس میں لیٹ گیا۔ چھے دن گزر گئے، کچھ نہ ہوا۔ ساتویں دن شیخ نے سوچا کہ یہ ہفتے کا آخری دن ہے موت آئی کہ آئی۔ لیکن اُس کے کان میں آواز پڑی ''اگر کوئی خدا کا بندہ یہ انڈے میرے گھر پہنچادے تو مَیں اُس کو ایک اشرفی دوں گا''

شیخ چلّی اشرفی کا نام سُن کر قبر سے باہر نکل آیا اور انڈے اُٹھا لیے۔ انڈوں کا مالک بولا'' دیکھنا! انڈے ٹوٹنے نہ پائیں ورنہ ایک پائی نہ دوں گا''۔ شیخ چلّی بڑے غُرور سے بولا'' شیخ چلّی ہوں، کسی چھوٹے موٹے قبیلے کا سردار نہیں''۔ اور پھر وہ انڈے لے کر چل پڑا۔ خیالوں کی دُنیا کا وہ بادشاہ تو تھا ہی۔ لگا سوچنے۔

انڈوں کی مزدوری سے اشرفی ملے گی۔ اشرفی سے مرغی لوں گا، وہ انڈے دے گی۔ انڈے بیچ کر بکری لوں گا، وہ بچے دے گی۔ بکری کے بچّے بیچ کر گائے لوں گا، گائے دودھ دے گی۔ میرے بچّے دودھ مانگیں گے تو کہوں گا۔ یہ لو!

اتنا کہنا تھا کہ انڈے گر پڑے۔ مالک بولا'' ہائے میرے انڈے!'' شیخ بولا'' ہائے میرے بچّے!'' حالاں کہ شیخ کے بچّے تھے ہی نہیں۔

مشق

مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ شیخ چلّی کو شیخ چلّی کیوں کہا جاتا تھا؟

۲۔ چلّی قبیلے کی خاص بات کیا تھی؟

۳۔ شیخ چلّی قبر میں کیوں لیٹا رہا؟

۴۔ شیخ چلّی کی کوئی اور کہانی پڑھیے اور کلاس میں سنائیے۔

مزارِ قائد

اگر آپ کبھی کراچی گئے ہیں تو یقیناً بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار پر ضرور گئے ہوں گے۔ یہ مزار کراچی کی مشہور و معروف شاہراہ محمد علی جناح پر واقع ہے۔ اس کے احاطے کا رقبہ پینسٹھ ہزار مربع گز ہے۔ مزار کا اندرونی قطر ستّر فٹ اور بیرونی قطر بہتّر فٹ ہے۔ اس کی اونچائی ایک سو بیس فٹ ہے، مزار کی اندرونی چھت کا رنگ ہلکا نیلا ہے جسے ہم آسمانی رنگ بھی کہتے ہیں۔ اس چھت میں ہمارے دوست ملک چین کا دیا ہوا تحفہ فانوس کی شکل میں جگمگا رہا ہے۔ اس فانوس کی لمبائی پندرہ فٹ اور وزن تین ہزار کلوگرام ہے۔ اس فانوس میں نچلی طرف سترہ خوب صورت ستارے لگے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اڑتالیس ایسے ستارے ہیں جو روشنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

قائداعظمؒ ہمارے وہ عظیم قومی رہنما ہیں جنھوں نے اپنی ان تھک محنت، دیانت اور فراست کے ساتھ ہمارے لیے یہ پیارا ملک پاکستان حاصل کیا۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے اور گیارہ ستمبر ۱۹۴۸ء کو وفات پا گئے۔ آپ کے مزار کے لیے موجودہ جگہ پسند کی گئی۔ مزار کے بہت سے نقشے سامنے آئے لیکن آپ کی پیاری بہن مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ نے یحییٰ مرچنٹ کا تیار کیا ہوا نقشہ پسند فرمایا جو آج مزار کی اصل شکل میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس کی تعمیر کے لیے پاکستان کے ضلع مردان سے سنگِ مرمر لایا گیا۔ پاکستانی سنگ مرمر کے علاوہ اس کی تعمیر میں اٹلی کا سنگ مرمر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس خوب صورت عمارت میں ۱۴ فٹ گہرا تہہ خانہ ہے۔ اس کے اندر وہ عظیم قائد آرام فرما ہے جس کے نام سے یہ مزار مشہور ہے۔ قبر کے اوپر جو تعویذ ہے اس کی حفاظت کے لیے چاندی کا جنگلا لگا ہوا ہے اس جنگلے سے دو فٹ ہٹ کر پیتل کا خوب صورت جنگلا ہے اس کی لمبائی ۱۸ فٹ ۱۰ انچ اور چوڑائی ۱۵ فٹ ایک انچ ہے۔ قبر تک رسائی کے لیے چاروں طرف چار دروازے ہیں۔ عمارت کے باہر ہماری بہادر بحری فوج کے نوجوان پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ ہر آٹھ گھنٹے کے بعد گارڈز کی تبدیلی کی پُر وقار تقریب ادا کی جاتی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مزار کے اِحاطے کے دو بڑے دروازے ہیں ایک عوامی دروازہ کہلاتا ہے جو صبح ۹ بجے سے رات ۱۰ بجے تک ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس دروازے سے قائداعظمؒ کے عقیدت مند آ کر اپنے محبوب رہنما کو خراجِ محبت ادا کرتے ہیں۔ دوسرا دروازہ خصوصی ہے۔ یہ صرف ملکی یا غیر ملکی سربراہوں کی آمد پر ہی کھولا جاتا ہے۔

صدر دروازے اور مزار کی سیڑھیوں کے درمیان میں پندرہ تالاب ہیں۔ ان کی لمبائی پچاس فٹ، چوڑائی

اٹھائیس فٹ اور گہرائی تین فٹ ہے۔ ان تالابوں میں چار چار فٹ اونچے فوارے لگے ہوئے ہیں جن سے پانی اُچھل اُچھل کر ماحول کو بہت دل کش بناتا ہے۔

مزار کے احاطے کو روشن رکھنے کے لیے نوّے نوّے فٹ اونچے فلڈ لائٹ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ ان کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ رات کو مزار چودھویں کے چاند کی طرح جگمگاتا ہے۔ مزار کے چبوترے پر اڑتالیس سُرخ لائٹس لگائی گئی ہیں۔ مزار کی لحد پر سورۂ نصر کندہ کی گئی ہے۔ ایک آیت سورۂ فتح کی بھی ہے۔ آخر میں آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ اس مزار کے ساتھ ہی پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم شہیدِ ملّت خان لیاقت علی خان، مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناحؒ، سردار عبدالرّب نشتر اور نورالامین آرام فرما ہیں۔ یہ ہمارے پیارے قائد کے مخلص اور سچے ساتھی تھے جنھوں نے پاکستان کی تعمیر میں اپنے قائد کا بڑی دلیری اور محبت سے ساتھ دیا۔ خدا ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

الف۔ شاہراہ محمد علی جناح کس شہر میں ہے؟

ب۔ قائد اعظمؒ کب پیدا ہوئے؟

ج۔ گیارہ ستمبر ۱۹۴۸ء کی تاریخ ہمیں کیوں یاد رہتی ہے؟

د۔ مزارِ قائد کا سنگِ مرمر کہاں سے آیا؟

ہ۔ "فانوس" کس دوست ملک نے تحفے میں دیا؟

۲۔ واحد، جمع لکھیے۔

مزار، مسلمان، درجات، عمارات، تصویر

۳۔ متضاد لکھیے۔

مسلمان، قابل، حاضر، سرکاری، مشہور

۴۔ مذکر مئونث لکھیے۔

بہن، محترمہ، مادر، محبوب، پیارا

۵۔ اپنی کاپی میں مندرجہ ذیل شخصیات کی تصویریں لگا کر ان کے مختصر حالاتِ زندگی لکھیے۔

(i) خان لیاقت علی خان (ii) محترمہ فاطمہ جناحؒ

(iii) سردار عبدالرّب نشتر (iv) نورالامین

۶۔ ایسے اسم کو جو کسی اچھائی یا برائی کو ظاہر کرے اسمِ صفت کہتے ہیں۔ جیسے 'عظیم رہنما' میں ''عظیم'' صِفت ہے اور رہنما موصوف، کیوں کہ اس کی صفت بیان کی گئی ہے۔ جس اسم کی تعریف کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔ اردو زبان میں صفت پہلے بیان کی جاتی ہے اور موصوف بعد میں آتا ہے، جیسے، ذہین لڑکا، پیارا ملک۔ مگر فارسی زبان کے اثر کے تحت بعض اوقات موصوف پہلے اور صفت بعد میں بیان ہوتی ہے جیسے قائدِ اعظمؒ۔

آپ اپنی کاپی پر دس ایسے مرکبات لکھیے جن میں صفت اور موصوف کا استعمال ہو۔

دو بھائی

کسی گاؤں میں دو بھائی رہتے تھے۔ اُن کے پاس زمین تھی۔ بڑا بھائی اپنی عقل مندی کی وجہ سے نہ صرف اپنے گاؤں میں بلکہ اردگرد کے دیہات میں بھی چودھری مانا جاتا تھا۔ باہر کے تمام لین دین وہی کرتا۔ چھوٹا بھائی نوجوان اور صحت مند تھا، وہ کھیتوں میں ہل چلاتا اور خوب محنت کرتا۔ اس طرح ان کی اچھی گزربسر ہورہی تھی۔ بڑے بھائی کے بیوی بچّے بھی تھے۔ یہ سارا خاندان بڑی محبت سے مل جل کر رہ رہا تھا۔

کچھ دنوں کے بعد چھوٹے بھائی کی بھی شادی ہوگئی۔ چھوٹی بہو ذرا کم سمجھ دار تھی۔ اس کو یہ بات پسند نہ آئی کہ محنت تو اُس کا شوہر کرے اور عیش بھائی کے بیوی بچّے کریں۔ اُس نے اپنے شوہر کے کان بھرنے شروع کردیے کہ وہ برابر کا کام کروائے اور اپنا حصہ الگ لے تاکہ وہ اور زیادہ عیش سے زندگی گزاریں۔ لیکن شوہر نے اُس کی ان باتوں کی پروا نہ کی۔

ہوتے ہوتے یہ بات بڑے بھائی کے کانوں تک بھی جا پہنچی۔ اُس نے سوچا کہ بہتر ہے کہ میں خود ہی کسی جھگڑے کے بغیر بھائی کو علیحدہ کردوں تاکہ جگ ہنسائی نہ ہو۔ اُس نے ایک دن موقع دیکھ کر چھوٹے بھائی سے کہا: دیکھو بھائی جب تم اکیلے تھے تو تمھارا کھانا پینا تمھاری بھابی کی ذمّہ داری تھی اور اُس نے یہ ذمّہ داری بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ نبھائی۔ اب جب کہ تمھاری بیوی آگئی ہے تو تمھارے کھانے پینے کا مسئلہ نہیں رہا۔ اس لیے بہتر ہوگا اب کی فصل میں تم اپنا حصّہ لے کر مجھ سے علیحدہ رہو۔ چھوٹا بھائی احترام میں کچھ بھی نہ بولا۔ اس طرح بڑے بھائی نے بڑی خوب صورتی سے اپنے چھوٹے بھائی کو علیحدہ گھر میں بسا دیا۔ چھوٹی بہو تو یہی چاہتی تھی۔ اُس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

فصل تیار ہوئی۔ دونوں بھائیوں نے اناج کی برابر برابر ڈھیریاں کھلیان میں لگالیں۔ اب اُس اناج کو گھر لے جانے کا مسئلہ تھا۔ کھیت گاؤں سے ذرا دُور تھے۔ بڑا بھائی یہ چاہتا تھا کہ رات کے وقت اناج اُٹھایا جائے تاکہ کسی کو ہمارے علیحدہ ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور یہی بات چھوٹے کے دل میں بھی تھی۔ بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ پہلے تم بوری بھر کر گھر چھوڑ آؤ، مَیں یہاں راس کی رکھوالی کروں گا۔ جب چھوٹا بھائی بوری بھر کر لے گیا تو بڑے بھائی کے دل میں احساس پیدا ہوا کہ میرا بھائی ایک عرصہ تک میری خدمت کرتا رہا ہے، یہ فصل بھی اس کی محنت سے ہوئی ہے۔ مَیں تو سارے علاقے میں جانا جاتا ہوں۔ اگر میرا اناج کم بھی پڑ گیا تو کسی سے بھی لے سکوں گا، مگر اس بیچارے

کو تو لین دین کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی اُفتاد اس پر پڑی تو کیا کرے گا۔ چلو میں اپنے ڈھیر سے کچھ اس کی ڈھیری میں مِلا دوں، اسے خبر بھی نہ ہوگی اور شرمندہ احسان بھی نہ رہے گا۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنی ڈھیری میں سے کچھ اناج اپنے چھوٹے بھائی کی ڈھیری میں مِلا دیا۔

چھوٹا بھائی واپس آگیا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ تم یہاں بیٹھو، میں اپنا حصّہ گھر چھوڑ آؤں۔ بڑا بھائی اپنی بوری بھر کر لے گیا۔ اُس کے جانے کے بعد چھوٹا بھائی سوچنے لگا۔ میں تو صحت مند نوجوان ہوں، ساری عمر میرے بھائی نے کوئی کام نہیں کیا۔ وہ تو چودھری ہے پھر اُس کا کنبہ بھی ہے۔ اگر اُس کو کسی وقت اناج کی کمی ہوگئی تو وہ کسی اور سے مول لے گا۔ اس طرح اس کی عزّت کو دھچکا لگے گا۔ ہم تو صرف دو ہی آدمی ہیں۔ کیوں نہ میں اپنے حصّے میں سے کچھ اپنے بھائی کے حصّے میں مِلا دوں۔ اُسے پتا بھی نہ چلے گا کہ میں نے اُس کی ڈھیری میں اپنی طرف سے کچھ اور اناج ملا دیا ہے۔ اُس نے اپنی سوچ پر عمل کیا اور بھائی کی ڈھیری میں ایک اچھا خاصا حصّہ مِلا دیا۔

بڑا بھائی واپس آیا۔ چھوٹا بوری لے کر چلا گیا۔ بڑے نے پھر اپنی ڈھیری میں سے اُسی سوچ کے مطابق بھائی کی ڈھیری میں اناج ملا دیا۔ چھوٹا آیا، اُس نے بھی بھائی کے جانے کے بعد یہی عمل کیا۔ اب باری باری دونوں بھائی ایک دوسرے کی ڈھیری میں اپنی ڈھیری سے اناج ملاتے اور ڈھوتے رہے۔ ان کے اناج کے گودام بھر گئے۔ اناج کی ڈھیریاں کھلیان میں اتنی ہی رہیں۔ وہ ذرا بھی کم نہ ہوئیں۔ یہاں تک کہ وہ رات بھر ڈھوتے ڈھوتے تھک گئے۔ صبح ہوگئی، دونوں بھائی اپنی اپنی ڈھیریوں کے پاس بیٹھ کر ستانے لگے۔ کچھ دیر کے بعد گاؤں کا ایک بزرگ وہاں سے گزرا تو ان کو تھکا ہوا دیکھ کر بولا "کیا بات ہے۔ اناج نہیں اٹھایا جا رہا۔" بھائیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم تو ساری رات ہی اناج ڈھوتے رہے ہیں مگر یہ ختم ہونے میں نہیں آرہا۔ ہم تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ راس اتنی ہی ہے جتنی ڈھونے سے پہلے تھی۔

بزرگ کچھ دیر اُن کی بات پر غور کرتا رہا پھر بولا: اچھا! جیسے تم دونوں بھائی رات کو اناج ڈھوتے رہے ہو اُسی طرح اب میرے سامنے لے جاؤ۔ میں تمھاری راس کی رکھوالی کروں گا۔ بھائیوں نے اُسی ترتیب سے بوریاں بھر بھر کر لے جانا شروع کیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ تم دونوں اپنا حصّہ ایک دوسرے کی راس میں کیوں ڈال دیتے ہو۔ انھوں نے اپنی سوچ کے بارے میں بتایا تو بزرگ کہنے لگا "بیٹا! خدا نے تمھاری اسی سوچ کی وجہ سے تمھارے اناج میں اپنی برکتیں ڈال دی ہیں۔ اگر تم ساری زندگی بھی یہ راس ڈھوتے رہو تو یہ ختم نہ ہوگی۔ اب بھائیوں کو بھی ایک دوسرے کی سوچ کا علم ہوگیا۔ دونوں بھائی گلے ملے اور پھر دونوں نے ایک ساتھ ہی رہنا پسند کیا۔ چھوٹی بہو کو اس کرامت کا علم ہوا

تو اُسے اپنی غلط سوچ پر شرمندگی ہوئی۔ اُس نے اپنے جیٹھ اور جیٹھانی سے اپنی شیطانی سوچ کی معافی مانگی اور پھر ہنسی خوشی اُن کے ساتھ رہنے لگی۔ دونوں بھائیوں نے اُسی طرح اپنے اپنے کام سنبھال لیے۔ بڑا اُسی طرح چودھراہٹ کرنے لگا اور چھوٹا اپنی محنت اور مشقت کے بل بوتے پر اپنے اور اپنے بھائی کے لیے گوداموں کو بھرتا رہا۔

سچ ہے اِتفاق میں بڑی برکت ہے

مشق

۱۔ کیا چودھراہٹ بہت آسان ہوتی ہے؟

۲۔ اچھی نیت کا پھل اچھا ملتا ہے۔ آپ کیسی نیت پسند کریں گے؟

۳۔ کیا چھوٹی بہو کی سوچ اچھی تھی؟

۴۔ بڑے بھائی نے چھوٹے کو خود ہی کیوں علیحدہ کر دیا تھا؟

۵۔ کیا آپ کے سامنے کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے۔ اگر ہاں تو اُس کو اپنی جماعت میں زبانی سنائیں۔

۶۔ الفاظ با معنی جملوں میں استعمال کریں:

اردگرد۔ لین دین۔ گزر بسر۔ کان بھرنا۔ کانوں تک پہنچنا۔ جگ ہنسائی۔ شرمندہ احسان۔ دھچکا لگنا

۷۔ ''اِتفاق میں بڑی برکت ہے'' اس عنوان کے تحت کوئی اور کہانی لکھ کر اُستاد کو دکھائیں۔

ایک خط

وحدت کالونی لاہور۔

۲۱ مارچ ۲۰۰۷ء

پیارے بھائی خرم عباس!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

کہیے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ چھٹیاں خوب گزر رہی ہیں۔ ابّو اور امّی اچھے ہیں نا۔ خرم بھائی! کل میں خالہ جان، فضّہ آپا اور سروش بھائی کے ساتھ ''چلڈرن کمپلیکس'' گیا تھا۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ لاہور شہر میں یہ بچوں کی بہت بڑی جدید طرز کی لائبریری ہے۔ یہ شاہراہ ایوانِ تجارت پر واقع بہت ہی خوب صورت عمارت ہے۔ اس میں بچّوں کی تفریح کے لیے عجیب اور دلچسپ سامان ہیں۔ کتابیں ہیں، کمپیوٹر ہیں، آڈیو ویڈیو کیسٹیں ہیں۔ ارے آپ آڈیو ویڈیو کے الفاظ پر چونکیں نہیں، مَیں بتاتا ہوں۔ آڈیو میں آواز سنائی دیتی ہے۔ آپ کسی ٹیپ ریکارڈر پر اپنی پسند کی کیسٹ لگا کر اپنی پسند کا پروگرام سُنیں۔ تاریخ، جغرافیہ، اسلامیات، اردو، غرض کہ کسی بھی مضمون کے بارے میں، سوال جواب کی صورت میں یا کہانی کے انداز میں معلومات سُن سکتے ہیں۔

ویڈیو میں آواز کے ساتھ تصویر بھی چلتی ہے۔ پاکستان کی سیر، دنیا جہاں کی معلومات، مشاہیر کے کارنامے غرض کہ اتنی چیزیں ہیں کہ یہاں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ یہاں ایک خوب صورت پارک ہے جس میں بچّوں کے لیے کئی جھولے موجود ہیں۔ بھائی آپ بھی کسی دن آئیں تاکہ ہم ایک بار ساتھ مِل کر پھر مزے اُڑائیں۔ بے شک کچھ دوستوں کو بھی لے آئیں۔ خالہ جان اور خالو جان بہت محبت کرنے والے اور مہمان نواز ہیں۔

اگلے اتوار کو ہم شالامار باغ جائیں گے۔ امّی جان اور ابّو جان سے سلام کہیے۔

آپ کا بھائی

محمد طلعت محمود

مشق

جواب لکھیے۔

۱۔ خط تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) ذاتی (ii) سرکاری (iii) کاروباری

اس سبق کا خط کس قسم کا ہے؟

۲۔ ذاتی خط کے چھ حصے ہوتے ہیں۔

(i) خط لکھے جانے کا مقام اور تاریخ (ii) القاب (iii) نفس مضمون

(iv) اختتام (v) مکتوب نگار کا نام (vi) مکتوب الیہ کا پتا

کیا اس خط میں یہ چھ حصے پورے ہیں۔ اگر نہیں تو کون سا حصہ نہیں لکھا گیا۔

۳۔ درج ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معنی واضح ہو جائیں۔

جرأت، عجیب وغریب، شاہراہ، مشاہیر، مہمان نواز۔

۴۔ (i) - اپنی کسی سیر سے متعلق خط لکھ کر چارٹ کی شکل میں جماعت کے کمرے میں لگائیے۔

(ii) - کسی تاریخی جگہ کی سیر کا واقعہ مختصراً اہم جماعتوں کو سنائیے۔

(iii) - خطوط کی اقسام اور ان کا مختصر تعارف اپنی کاپی میں لکھ کر استاد صاحب کو دکھائیے۔

(iv) - ذاتی خط کے حصوں کے بارے میں اپنے استاد صاحب سے تفصیل پوچھ کر کاپی میں درج کیجیے۔

(v) - سرکاری خطوط میں ''عرضیاں'' وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ آپ اپنے سکول کے پرنسپل کے نام چھٹی کی درخواست لکھیے جس میں بڑے بھائی کی شادی کا ذکر ہو۔

لالچ بُری بلا ہے

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ کسی شہر میں ایک لالچی شخص رہتا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی سوچ میں رہتا کہ کسی طرح بہت سا مال و دولت میرے ہاتھ آجائے اور میں شہر کا امیر ترین شخص بن جاؤں۔ اسے کسی شخص نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک بزرگ درویش رہتے ہیں۔ آپ ان کے پاس جائیں۔ وہ لالچی شخص اس بزرگ درویش کے پاس گیا۔ بزرگ نے اس کے آنے کا مقصد پوچھا تو لالچی شخص نے صاف صاف بتا دیا کہ میں شہر کا امیر ترین شخص بننا چاہتا ہوں، آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ بزرگ درویش نے اسے بہت سمجھایا کہ لالچ انسان کے لیے نقصان دہ ہے لیکن لالچی شخص نے بہت ضِد کی۔ آخر کار درویش بزرگ نے اسے دعا دی اور کہا "اچھا! کل صبح اُٹھ کر تم جس چیز کو ہاتھ لگاؤ گے وہ سونے کی بن جائے گی۔"

لالچی شخص نے رات انتظار میں گزاری۔ صبح ہوئی تو اس نے سب سے پہلے گھر کے برتنوں کو ہاتھ لگایا۔ برتنوں کو ہاتھ لگنا تھا کہ ان کا رنگ بدلا اور وہ سونے کے ہو گئے۔ اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اب اس نے اپنے کمرے، چار دیواری اور گھر کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو ہاتھ لگایا۔ ہاتھ لگتے ہی ہر شے سونے کی ہو گئی۔ اس کے بیوی، بچے، اپنا گھر اور اس میں موجود ہر شے سونے کی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

لالچی شخص کو اب بھی اطمینان نہ ہوا۔ وہ اپنے کھیتوں کی طرف نکل گیا۔ اس نے اپنی فصل کو ہاتھ لگایا، پھر کھیتوں میں موجود بڑی تعداد میں درختوں کو ہاتھ لگایا۔ ہاتھ لگتے ہی فصل اور درخت سونے کے ہو گئے۔ اب اسے اپنے کھیت اور درخت سنہرے سنہرے اور خوب صورت نظر آرہے تھے۔

اس کام میں وہ تھک کر چور ہو گیا اور آرام کی غرض سے کچھ دیر کے لیے درخت کے سائے میں لیٹ گیا۔ اسے شدید بھوک اور پیاس لگی اور سیدھا اپنے گھر آیا گھر آتے ہی اس نے اپنی بیوی سے کھانا اور پانی مانگا۔ اس کی بیوی کھانا اور پانی لے کر آئی۔ جب اس نے کھانے کے لیے روٹی کو ہاتھ لگایا تو وہ سونے کی ہو گئی، اسی طرح پانی پینے کے لیے گلاس اٹھایا تو گلاس اور اس میں موجود پانی سونے کا ہو گیا۔ اب وہ بہت پریشان ہوا۔ کچھ دیر بعد اس کا چھوٹا بیٹا بھاگا بھاگا اس کے پاس آیا۔ اس نے بیٹے کو پیار کرنے کے لیے گود میں اٹھایا تو اُس کا بیٹا بھی سونے میں بدل گیا، اب اس کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی۔ اُس پر یہ عجیب خوف طاری ہو گیا کہ وہ جس چیز کو بھی چھوئے گا وہ سونا بن جائے گی۔ بھلا وہ سونا میرے کس کام آئے گا، رات بھر وہ اپنی سوچ پر پچھتاتا رہا۔

صبح ہوئی تو وہ اسی درویش کے پاس گیا، اسے سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ میں نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا، سارا دن بھوکا پیاسا رہا ہوں۔ میں اپنے بیٹے کو بھی پیار نہیں کر سکا، مجھے یہ سونا نہیں چاہیے۔ آپ مجھے میری پہلی حالت پر لے آئیں۔

بزرگ درویش نے کہا: میں نے تمھیں منع کیا تھا نا! کہ لالچ اچھا نہیں ہوتا۔ اب درویش بزرگ نے لالچی شخص سے کہا کہ جن جن چیزوں کو ہاتھ لگا کر تم نے سونے کا بنایا تھا انھیں دوبارہ ہاتھ لگاؤ تاکہ وہ سب چیزیں اصلی حالت میں آجائیں۔

لالچی شخص نے گھر آکر سب سے پہلے اپنے بیٹے کو ہاتھ لگایا، وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اسے اصلی حالت میں دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور جی بھر کر پیار کیا۔ اس کے بعد اپنے گھر، چاردیواری اور دوسری چھوٹی بڑی چیزوں کو ہاتھ لگایا، وہ سب اپنی اصلی حالت میں آگئیں۔ پھر وہ کھیتوں کی طرف نکل گیا، فصل کو ہاتھ لگایا اور وہاں موجود درختوں کو بھی بھاگ بھاگ کر ہاتھ لگایا، سب اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئے۔ اب وہ تھک کر چور ہو گیا اور درخت کے سائے میں کچھ دیر کے لیے لیٹ گیا۔ اس کے بعد سیدھا گھر آیا۔ وہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو چکا تھا کیوں کہ وہ دو دن سے فاقے سے تھا۔ اس نے جی بھر کر کھانا کھایا، پانی پیا اور اللہ سے اپنے لالچ کی معافی مانگی۔

مشق

۱۔ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

(i) لالچی شخص کی کیا خواہش تھی؟

(ii) درویش نے لالچی شخص کے ضِد کرنے پر اسے کیا دعا دی؟

(iii) لالچی شخص نے گھر کی کس کس چیز کو ہاتھ لگایا؟

(iv) لالچی شخص کھیتوں اور درختوں کو ہاتھ لگانے کے بعد گھر آیا تو کیا ہوا؟

(v) لالچی شخص دوبارہ درویش کے پاس گیا تو کیا کہا اور درویش نے کیا جواب دیا؟

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لغات میں تلاش کیجیے اور اِنھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

اطمینان، شدید، درویش، نِڈھال، بزرگ

۳۔ اس سبق کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۴۔ کوئی اور کہانی لکھیے جس سے نتیجہ نکلتا ہو کہ ''لالچ بُری بلا ہے''

۵۔ درج ذیل لفظوں پر درست اعراب لگایئے تا کہ ان کا تلفظ واضح ہو جائے۔

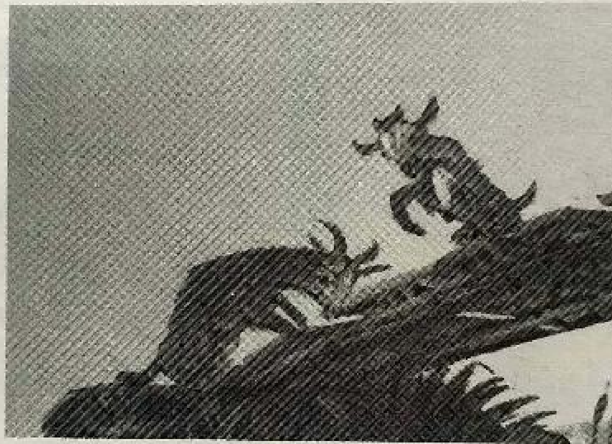
بزرگ۔ صبح۔ انتظار۔ واقعہ۔ منع۔ شکر

۶۔ ان الفاظ کا املا لکھیے۔

لالچی۔ منع۔ شخص۔ واقعہ۔ انتظار۔ اطمینان

تصویری کہانی







دی گئی تصاویر کی مدد سے کہانی لکھیے۔

دُعا

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مِرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے

ہو مِرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مِری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

ہو مِرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اس رہ پہ چلانا مجھ کو

(علامہ محمد اقبالؒ)

مشق

۱۔ اس شعر کو نثر میں تبدیل کریں۔

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

۲۔ پہلے شعر میں شاعر نے کس خواہش کا اظہار کیا ہے؟

۳۔ آخری شعر میں شاعر نے کیا دُعا مانگی ہے؟

۴۔ آپ اللہ تعالیٰ سے کیا دُعا مانگتے ہیں؟

فرہنگ

۱۔ حمد

حمد :اللہ کی تعریف ، وہ نظم جس میں اللہ کی تعریف ہو۔

جناب باری :اللہ تعالیٰ ،اللہ کی جناب

خالق: بنانے والا

رازق: رزق دینے والا

بحر: سمندر۔ پانی

ماہ: چاند، مراد ہے آسمان

ماہی: مچھلی، مراد ہے بحروبَر

نہاں: چُھپا ہوا

عیاں: ظاہر ، جگمگاتا

توصیف: خوبی بیاں کرنا

مُشتِ خاکی: مٹی کا بنا ہوا مراد ہے انسان

۲۔ عفو و در گزر

مرقع :لفظوں میں تصویر

برہم: ناراض

درخشندہ: چمکتا ہوا

ظلم ڈھانا: ظلم کرنا۔ زیادتی کرنا

چین: سکون

ایذا: تکلیف

پچھاڑ دے: شکست دے۔ ہرا دے

صلہ رحمی: تعلق رکھنا۔ رشتہ قائم رکھنا

مُروّت: سخاوت۔ لحاظ

کینہ: حسد۔ دشمنی

مغفرت: بخش دینا

۳۔ نعت

پیغامِ حق :اللہ کا پیغام

گُر: طریقہ

غافِل: سویا ہوا، جسے کچھ خیال نہ ہو۔

۴۔ وفا کا پیکر

الصادق: سچّا۔ حضورؐ کا لقب

الامین: امانت دار۔ حضورؐ کا لقب

طاہرہ: پاک دامن۔ حضرت خدیجہؓ کا لقب

لقب: وہ نام جو کسی خوبی کی وجہ سے ہو۔

مروّجہ: جس کا رواج ہو۔ وقت کے مطابق

ملیکۃ العرب: حضرت خدیجہؓ کا لقب

مقاطعہ: تعلق توڑ لینا۔ بائیکاٹ

شِعب: گھاٹی

اذیّت: تکلیف۔ دُکھ

ترجیح: برتری۔ افضلیت دینا

خوش بخت: خوش قسمت۔ اچھی قسمت والا

صالحہ: نیک۔ اچھی عادت والی

۵۔ اہلِ پنجاب

نیگ: شادی کے موقع پر دولہا دلہن کو دی جانے والی رقم

تواضع: خدمت

بَھل صفائی: نہروں سے فالتو ریت نکالنا۔

۶۔ ایک آرزو

پایندہ: ہمیشہ

غازہ: چہرے پر لگانے کا پاؤڈر، رنگ

عقدہ: مشکل بات۔ معمّا

تزئین: زیب و زینت، بناؤ سنگھار

۷۔ سید جمال الدّین افغانیؒ

ملک بدر کرنا: ملک سے نکال دینا

مقبوضات: جن علاقوں پر قبضہ ہو،

مسکن: رہائش۔ رہنے کی جگہ

جستجو: جاننے کی کوشش

۸۔ ٹھنڈی ہوا

دھیمی دھیمی: ہلکی ہلکی، آہستہ آہستہ

خوش ادا: اچھی چال والی

لچکنا: جھکنا۔ بل کھانا

پھلواری: پھولوں کی کیاری

شگوفے: اَدھ کھلے پھول

۹۔ قراردادِ پاکستان

موجزن: جاری

کندہ: کھدا ہوا

۱۰۔ پھلوں کی وادی۔ کوئٹہ

معدنی دولت: زمین سے نکالی گئی دھاتیں، تیل وغیرہ

نقطۂ انجماد: وہ درجہ حرارت جس پر کوئی چیز جم جائے

خوش ذائقہ: اچھے ذائقے والی

زرِ مبادلہ: اشیا کے بدلے رقم۔ دوسرے ملکوں سے رقم کا آنا

کاریز: زیرِ زمین پانی کی نالیاں

۱۱۔ سردار عبدالرّب نشتر

شفقت: پیار۔ محبت

بدیشی: دوسرے ملکوں کی

مقدور بھر: اپنی طاقت کے مطابق

۱۲۔ عقل مند بوڑھا

مصاحب: ساتھی۔ خاص دوست

مشقت: محنت

چالاک: ہشیار

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادقؒ

مؤرخین: تاریخ لکھنے والے

ہوا کرنا: پنکھے سے ہوا دینا

بردباری: برداشت

۱۴۔ حضرت عثمان غنیؓ

دست برداری: حق چھوڑ دینا

ہجرت: اللہ کے دین کی خاطر ملک یا رہائش چھوڑ کر دوسری جگہ جانا۔

مسکن: رہائش

بلاامتیاز: بغیر کسی فرق کے

اہل ثروت: دولت والے

ایثار: اپنا حق بھی دوسرے کو دے دینا

قحط: بہت کم ہو جانا

۱۵۔ زیارت

سیاح: ملک ملک پھر کر لوگوں کے رہن سہن کے بارے جاننے والا۔

فیاض: سخی

واکرنا: کھول دینا

۱۶۔ ایک مکڑا اور مکھی

کٹیا: جھونپڑی

کھنچ کے رہنا: بگڑنا۔ تعلق اچھے نہ ہونا

خوشامد: بے جا تعریف

پسیجنا: دل نرم ہونا

کھٹکا: ڈر

۱۷۔ حکایات

خلل: خرابی

ٹھکانہ: گھر، مقام، جگہ

۱۸۔ سچا خواب

پاک باز: صاف ستھرا۔ نیک

راست گو: سچا

سربلندی: کامیابی

مضطرب: بے چین، بے قرار

منادی: اعلان

سر کایا: ہلایا

غضب ناک: غصے میں

حُبِ رسولؐ: حضورؐ سے محبت

۱۹۔ مکھی اور مچھر

خیر خواہ: اچھائی چاہنے والا

بے حس: جسے کچھ خیال نہ ہو

۲۰۔ کہنا بڑوں کا مانو

اَمرت: میٹھی باتیں۔ آبِ حیات۔ تریاق

اطاعت: حکم ماننا۔ حکم پر عمل کرنا

پالا جیتنا: اکھاڑا جیتنا

۲۱۔ جواں مردی

دل بھر آنا: بہت غم محسوس کرنا۔

خونخوار: خون پینے والا

بپھرا ہونا: غصے میں ہونا۔ جوش میں آنا۔

تحسین و آفریں: شاباش

منڈیر: کنارا

۲۲۔ قلم کی آپ بیتی

کاتبِ تقدیر: قسمت لکھنے والا

منازل: منزل کی جمع

ہاتھوں میں ہاتھ دینا: ساتھ دینا

۲۳۔ محمود غزنوی اور بڑھیا

رَعشہ: ہلنا۔ کپکپی

بر اندام: جسم پر

عدل گستری: انصاف کا عمل

پیرزن: بوڑھی

ابتری: خراب حالت

ذی وقار: بڑی عزت والا

ذری: ذرا۔ تھوڑی دیر کے لیے

۲۴۔ سنہری باتیں

لقمہ: روزی۔ روٹی۔ نوالا

۲۵۔ ایک بہادر خاتون

محصورین: گھیرے میں آئے ہوئے

دریافت کرنا: ڈھونڈ لینا

آبائی شجاعت: خاندانی بہادری

چوب: لکڑی

مشعلِ راہ: راستے کی روشنی

۲۶۔ سچل سرمست

پاک و ہند: پاکستان اور بھارت

معرفت: روح کی ترقی۔ عرفان

رُوشناس: آشنا۔ جاننے والا

نکھرنا: پھلنا پھولنا۔ بڑھنا

مائل ہونا: آمادہ ہونا

شریعت: مذہبی۔ دینی طریقہ

۲۷۔ ہائے میرے بچے!

خیالی پلاؤ پکانا: اِدھر اُدھر کی سوچنا

۲۸۔ مزارِ قائدؒ

فراست: عقل مندی۔ دانائی

فلڈ لائٹ ٹاور: وہ کھمبا جس سے بڑی طاقت والا بلب روشنی دیتا ہے۔

۲۹۔ دو بھائی

کھلیان: کھیت

راس: اناج کا ڈھیر

یک زبان: ایک ساتھ

۳۰۔ ایک خط

لائبریری: کتب خانہ

آڈیو وڈیو: آواز اور تصویر

مشاہیر: مشہور لوگ

مہمان نواز: مہمانوں کی خدمت کرنے والے

۳۱۔ لالچ بُری بلا ہے

تھک کر چور ہونا: بہت تھک جانا

نڈھال: تھکا ہوا

۳۲۔ تصویری کہانی

تصویری: تصویر والی

۳۳۔ دُعا

تمنّا: خواہش

اُجالا: روشنی

زینت: سجاوٹ

قومی ترانہ

پاک سَر زمین شاد باد   کِشورِ حسین شاد باد
تُو نِشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَر زمین کا نظام   قوّتِ اُخوّتِ عوام
قوم مُلک سلطنت   پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہلال   رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال   جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان کے منظور کردہ قومی نصاب کے مطابق معیاری اور سستی کتب تیار کرکے مہیا کرتا ہے۔ اگر ان کتب میں کوئی تصور وضاحت طلب ہو، متن اور املا وغیرہ میں کوئی غلطی ہو تو گزارش ہے کہ اپنی آراء سے آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کا ممنون ہوگا۔

ڈائریکٹر انسانیات فون نمبر: ۹۲۳۰۶۸۵
ڈائریکٹر ٹیکنیکل فون نمبر: ۹۲۳۰۶۸۳
فیکس نمبر: ۹۲۳۰۶۷۹
ای میل: chairmanptbb@yahoo.com



جہانگیر عزیز
چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ،
۲۱۔ ای II، گلبرگ III لاہور





پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور